دس ہزار روپیہ

احباب مدرسہ تعلیم الاسلام کی معائنہ کی رپورٹ کا خلاصہ کسی گذشتہ پرچے میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مسٹر گراس انسپکٹر مدارس نے جو اعلیٰ رائے اس مدرسہ کے متعلق قائم کی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ پنجاب نے مدرسہ کی نئی عمارت کے واسطے مبلغ دس ہزار روپیہ کی گرانٹ منظور فرمائی ہے۔ جس کے واسطے باقاعدہ اطلاع ہمارے دفاتر میں وصول ہو گئی ہے۔ ہم اس بروقت اور ضروری امداد کے واسطے جناب گاڈفرے صاحب ڈائرکٹر کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مدرسہ کی ضروریات پر توجہ منعطف فرمائی اور جناب انسپکٹر صاحب کی دقیقہ رس طبیعت نے جو رائے قائم کی تھی اس کی قدر کی اور ان کی سفارش کو منظور فرمایا۔ احمدیہ قوم کے چار لاکھ افراد کے واسطے یہ بڑی خوشی کا موقعہ ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے لئے جس نمک حلالی اور سچی دلی خیر خواہی کا بیج ان کے دل میں ان کے لیڈر نے بو دیا ہے۔ وہ دل را بدل رہے است کے مقولہ کے مطابق گورنمنٹ کی طرف سے خاص نظر عنایت کے اثمار سے بہرہ ور ہونے لگی ہے۔

التوائے جلسہ سالانہ

سال گذشتہ کا تجربہ شاہد ہے کہ ریلوے کی طرف سے نصف کرایہ کی رعایت نے جلسہ کی رونق کو کس قدر بڑھا دیا تھا۔ جو غریب لوگ پورے کرایہ پر نہ آ سکتے تھے ان کی ایک بڑی تعداد اوس شامل جلسہ ہو سکی اور جو امیروں کا روپیہ اس طرح بچ گیا اونہوں نے اخراجات لنگر میں اس سے مدد فرمائی۔ لیکن اس سال گورنمنٹ ریلوے نے ایسی تخفیف ماہ دسمبر میں دینی منظور نہیں فرمائی۔ کھتری کانفرنس۔ براہمن سبھا۔ دیو سماج۔ غرض جس کسی نے محکمہ ریلوے سے دسمبر میں رعایت مانگی۔ سب کو جواب صاف ملا۔ ریل کے بڑے صاحب فرماتے ہیں۔ کہ دسمبر کے آخر میں سب چھٹیاں۔ دفتر۔ کارخانے بند ہو جاتے ہیں ہزاروں لاکھوں ملازم گھروں کو دوڑتے ہیں۔ پہلے ہی سواری کی کثرت ہوتی ہے۔ مزید رعایتیں دے کر جو مسافروں کی تعداد اور بھی ترقی کر جاوے گی اس کے واسطے ہم اتنی ریلیں اور گاڑیاں کہاں سے لاویں۔ بات بھی سچ ہے اس واسطے ہمیں بھی رعایت نہیں مل سکی۔ لہذا ہمارے سکرٹری صاحب نے احباب کے مشورہ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی منظوری کے بعد یہ قرار دیا ہے۔ کہ ہم جلسہ دسمبر میں نہ کریں۔ پورے کرایوں کا خرچ ڈال کر خواہ مخواہ قوم کو زیر بار اور غربا کو محروم کیوں کیا جاوے۔ ماہ مارچ کے آخر میں ایسٹر کی تعطیلیں ہوں گی۔ ۲۴ سے ۲۸ مارچ ۱۹۱۰ء تک یہ رخصتیں ہیں۔ دن بھی بہار کے ہوں گے۔ نہ ایسی سردی کہ دوستوں کو بھاری بستر اٹھانے پڑیں نہ ایسی گرمی جو تکلیف دہ ہو دن بھی خاصے لمبے ہوں گے۔ زمینداروں کیواسطے کٹائی کے دنوں میں پندرہ روز باقی ہوں گے اس واسطے ان کو بھی فرصت ہوگی اس وقت تخفیف کرایہ بھی انشاء اللہ ہو جائیگی غرض ہر طرح سے بظاہر یہی مفید معلوم ہوتا ہے۔ کہ جلسہ مارچ کے آخر میں ہو۔ دسمبر میں نہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ چنانچہ یہ تجویز پاس ہو گئی اور احباب کو اطلاع دیجاتی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ دسمبر میں آنے کی ممانعت ہو گئی ہے۔ جو احباب فرصت اور استطاعت رکھتے ہیں وہ ضرور دسمبر میں بھی تشریف لے آویں حضور خلیفۃ المسیح اور دیگر بزرگوں کے کلمات بابرکات اور پر تاثیر صحبت سے مستفیض ہوں۔ لیکن جلسہ مارچ میں سب کا شامل ہونا بہت ضروری ہے۔

چندہ اخبار

جن خریداروں نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ کہ دسمبر کے جلسہ پر قیمت اخبار دیں گے ان کی فہرست ہم نے بنا کر رکھی ہوئی ہے۔ لیکن اگر بسبب... التوائے جلسہ وہ اصحاب خود تشریف نہ لا سکیں تو کسی آنے والے کے ہاتھ یا بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال فرما دیں۔

خدا کیلئے پڑھو

ایک شخص لمبا قد خوب مضبوط جوان یہ کہہ کر دھوکے سے سینکڑوں روپے احمدیوں سے اڑا رہا ہے کہ میں صدر الدین ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کا بھائی ہوں۔ الحکم نے بھی لوگوں کو آگاہ کیا تھا لیکن افسوس اس شخص کو کوئی پکڑ کر قید نہیں کراتا۔

مُبارک

۵ نومبر ۱۹۰۹ء کو بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح نے مسجد اقصیٰ میں جناب حکیم محمد حسین صاحب مالک کارخانہ مرہم عیسےٰ

مطبع پریس قادیان میں پسران میاں معراج الدین عمر پروپرائٹرز و پرنٹرز و پبلشرز کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق منیجر مطبع و اخبار چھپکر شائع ہوا۔

(کتبہ محمد حسیر احمد)

پسران میاں چراغ الدین صاحب رئیس لاہور کا عقد نکاح میاں عبداللہ خان صاحب ساکن وزیرآباد کی دختر نیک اختر کے ساتھ اعلان کیا۔ زرمہر مبلغ پانصد روپے مقرر ہوا۔ خطبہ میں حضرت موصوف نے فرمایا کہ بعض لوگ نکاح اس واسطے کرتے ہیں کہ گھر کی حفاظت کی ضرورت ہے یا روٹی پکانیوالا کوئی نہیں گویا کہ وہ ایک ملازمہ تلاش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ حقیقت نکاح سے ناواقف ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیوی اس واسطے ہے کہ لتسکنوا الیہا اور مودت کا باعث ہو اور عمدہ معاشرت کا علم دیتا ہے اور رحم کے تعلق کے حقوق کو اپنے تقویٰ کی طرح ضروری قرار دیا ہے۔

بورڈرز کو روپیہ

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان احباب کی خدمت میں عرض ہے جن کے بچے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتے ہیں کہ بچوں کے نام منی آرڈر نہ بھیجا کریں اس سے بچوں کو نقصان ہوتا ہے بالا بالا روپے صرف کر ڈالتے ہیں جو احباب ایک آدھ روپیہ جیب خرچ کے طور پر بچوں کو بھیجنا چاہیں۔ وہ سپرنٹنڈنٹ صاحب یا محاسب صاحب کے نام بھیجا کریں۔ بچوں کو ایسے ضروری اخراجات ہم خود دیدیں گے۔ صدرالدین ہیڈ ماسٹر

روپیہ بھیجنے والوں کو اعلان

کئی بار اعلان کیا جا چکا ہے کہ ہر ایک صاحب روپیہ بھیجتے وقت کوپن پر اپنا پورا پتہ اور روپے کی تشریح لکھا کریں۔ مثلاً کہ مرسلہ روپیہ کس کس مد میں کس قدر درج کیا جاوے۔ اور اگر حضرۃ خلیفۃ المسیح کی خدمت مبارک میں بطور نذرانہ پیش کرنا ہوں تو بھی صاف لکھنا چاہئے تا ان کی خدمت مبارک میں پیش کیا جاوے اور ہماری چندوں میں جمع نہ ہو جاوے۔ اب دیکھا گیا ہے کہ بعض احباب بلا تشریح روپیہ بھیجتے ہیں اور وہ تفصیل ہو پہنچنے تک امانت میں رہتا ہے۔ لہذا بہت احتیاط کی جاوے۔
محمد علی سکرٹری۔ ۳۰ نومبر ۱۹۰۹ء

نام اور پتہ صاف ہونا چاہئے

ہر ایک شخص اپنے نام اور اپنے شہر اور محلہ اور ڈاکخانہ کے نام سے ایسا واقف ہے کہ اگر کسی کاغذ پر وہ نام نہ لکھے ہوئے ہوں تب وہ جانتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ لیکن جب کسی دوسرے شخص کو خط لکھا جاتا ہے تو کاتب خط کو چاہئے کہ وہ اپنا نام و پتہ وغیرہ ایسے صاف اور خوشخط حروف میں لکھے کہ پڑھنے والے کو دقت نہ ہو۔ قبل ازیں بھی اس کے متعلق کئی دفعہ لکھا گیا ہے۔ آج ہمارے پاس ایک صاحب کا خط آیا ہے۔ جس میں دستخط اس طرح کئے ہوئے ہیں [illegible]

کسی ذریعہ سے ان صاحب کا پتہ تو لگ گیا ہے مگر آئندہ کیواسطے بادب درخواست ہے کہ احباب ہم پر ایسی پہیلیاں نہ ڈالا کریں اس سے تعمیل خطوط میں تکلیف اور ہرج ہوتا ہے۔

فروخت زمین

بمقام ترگڑی ضلع گوجرانوالہ معرفت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب احمدی مصنف رسالہ چٹھی مسیح۔ ایک صاحب بتیس گھماؤں زمین جس میں ایک نیا کنواں ہے اور نہر قریب طیار ہو رہی ہے۔ مبلغ گیارہ سو روپے میں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔

پنجابی کتابیں

میاں رحمت اللہ صاحب شاہ گر ساکن بگہ کلاں ڈاکخانہ راجہ سانسی تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر نے پنجابی میں چند کتابیں تصنیف کی ہیں جن کے نام ہیں۔ سیاپا المرتدان۔ گلزار مسیح۔ شکریہ گورنمنٹ۔ وہ بیسہ رسالہ ایک پیسہ میں تقسیم کرتے ہیں جو صاحب چاہیں ان سے منگوا لیں۔ نیز ان کتابوں کی اشاعت مفت کے واسطے وہ مدد چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں انجمن احمدیہ امرتسر کے پاس انہیں اپنا رسالہ پیش کرنا چاہئے۔

میں احمدی ہوگیا ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بخدمت شریف جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ اس امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ خداوند کریم نے مجھے قبول حق کی توفیق عطا فرمائی اگرچہ میرے سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہونے سے میرے بعض لواحقین نہایت برگشتہ خاطر ہیں مگر مجھے خدا کے مقابلہ میں ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ ذیل کے وجوہات ہیں جن سے مجھے قبولیت حق کا شرف حاصل ہوا درج فرما کر میرے بعض احبابوں کو آگاہی بخشیں مجھے زمانہ طالب علمی کے بعد سے مذہبی کتب و رسائل کے دیکھنے کا شوق دامنگیر ہوا کہ میں بھی بعض باحمیت مسلمانوں کی طرح حمایت اسلام میں مضامین لکھ کر شائع کرایا کروں۔ چنانچہ میرے بعض ٹوٹے پھوٹے مضامین اردو کے بعض اخبار و رسائل میں نکل چکے ہیں۔ چونکہ ان باتوں کے لئے قابلیت کا ہم پہنچانا اور وسیع المعلومات ہونا از بس ضروری ہے اس لئے مجھے بعض مذہبی کتب کا دیکھنا ضروری معلوم ہوا چونکہ رد نصاریٰ اور رد آریہ میں حضرت اقدس مرزا غلام احمدؑ اور ان کے بعض لائق مریدوں نے اچھا ذخیرہ جمع کیا ہے اس لئے میں نے انہیں کتابوں کا دیکھنا ضروری سمجھا۔ سب سے پہلے میں نے سرمہ چشم آریہ۔ شحنہ حق۔ اور حقیقۃ الوحی میری نظر سے گزریں۔ میں نے براہین احمدیہ کے چند اوراق کا مطالعہ کیا۔ میں اپنے بعض احمدی دوستوں خصوصاً منشی عبد العزیز و محمد سعید صاحبان پسران میاں چراغ الدین صاحب پروپرائیٹرز عزیز بوٹ ہوس لاہور کا بیحد ممنون و مشکور ہوں۔ آپ کیوجہ سے وہ کتابیں جو میں نے ابھی تک نہیں خریدیں۔ نذر سے گزریں۔ مثلاً ریویو کی پچھلی جلدیں وغیرہ آپ دونوں صاحبان نہائت ہی شریف اور بااخلاق آدمی ہیں۔ خصوصاً منشی محمد سعید صاحب تو بالکل سعید الفطرت اسم بامسمیٰ ہیں میں نے اکثر ان کو دوکان پر اپنے غیر احمدی دوستوں کو تبلیغ کرتے دیکھا۔ خدا ان کی ہمتوں اور کوششوں میں برکت عطا فرمائے۔ میں نے حقیقۃ الوحی کو بغور پڑھا اب میں اپنی عاقبت کی عافیت اسی میں جانتا ہوں کہ سلسلہ حقہ احمدیہ میں منسلک ہو جاؤں بعض وجوہات جن سے میری طبیعت اس جانب مائل ہوئی وہ یہ ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ جب ہم قرآن مجید کو خدا کا کلام اور اس کی ہر ہر آیت بلکہ ہر ہر لفظ کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے تمام معنے و مطالب کو منجانب اللہ سمجھتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس آیت پاک کے مکذب ٹھہریں۔ ماکنا معذبین (ہم کسی قوم پر عذاب نہیں نازل کرتے تاوقتیکہ اس میں ایک نبی نہ مبعوث کرلیں) اب ہم دیکھتے ہیں اطراف عالم میں جہاں کہیں اور جس طرف نظر ڈالو کیسے کیسے غضبناک اور دہشت ناک بلیات ارضی و سماوی نازل ہو رہی ہیں کہیں طاعون ..... انسانی کھیتی کو چر رہا ہے تو کہیں ہماری سیاہ بختی سے زلزلہ ایک اپنا رنگ جما رہا ہے کون اس بات سے انکار کر سکتا کہ آئے دن کے زلزلوں سے ملک کے ملک تباہ و برباد نہیں ہو رہے ہیں سسلی مسینا۔ فرانسسکو۔ چلی۔ بخارا اور ہندوستان کے زلزلے ایسے ہیں کہ مدتہائے دراز تک نہیں بھولیں گے ابھی ابھی حال میں ہی بنگال میں ایک آفت آندھی و طوفان کی شکل میں نمودار ہوئی جس سے تمام بنگال مغموم و پریشان ہے موسیٰ ندی کا پھٹنا اور اس میں حیدرآباد جیسے عظیم الشان شہر کے محلوں اور بازاروں اور بڑی بڑی سربفلک مکانات کا غرق ہو جانا اور کچھ پتہ نہ چلنا طوفان نوح سے کم نہیں یہ سب باتیں تو ہو رہیں آخر وہ رسول جس کا وعدہ قرآن کریم میں باری تعالیٰ عزاسمہ فرما رہے ہیں وہ کہاں ہے جب ہم جانتے ہیں کہ قرآن شریف کی تمام باتیں حق ہیں اور اس کی ایک بات بھی ٹلنے والی نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ابھی تک سنت اللہ پوری نہیں ..... ہوئی تمام عالم اس وقت مصائب و شدائد میں گرفتار ہے تمام دنیا بلیات ارضی و سماوی کا تختہ مشق بنی ہوئی ہے یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ معاذ اللہ قرآن شریف جھوٹا ہے پس رسول آیا ہے اور ضرور آیا کہ اور ہمیں اسے ماننا پڑیگا ورنہ بصورت انکار ہم قرآن شریف کو مکذب ٹھہرینگے دوسری بات یہ ہے کہ جب قرآن شریف آج تیرہ سو سال سے باواز بلند پکار رہا ہے کہ دنیا کا کوئی قطعہ ایسا نہیں جہاں کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ اب ہم حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کو اس زمانہ کا نذیر نہ مانیں تیسری بات یہ ہے کہ اس فرقہ کا اتفاق و اتحاد اور آپس کی یگانگت ایکدوسرے کا اعتبار آپس میں نہائت اخلاص اور محبت سے پیش آنا ایک دوسرے کے ساتھ شیر و شکر ہو کر رہنا ایک دوسرے کو اپنا حقیقی بھائی تصور کرنا صوم و صلوٰۃ کا سخت پابند تمام مذہبی احکاموں کا نہائت سرگرمی سے بجالانا خلاف شریعت کوئی کام نہ کرنا مثلاً داڑھی منڈانا وغیرہ۔ غرضیکہ تمام خرابی کی باتیں مفقود ہو کر قرون اولیٰ کی طرح اخلاق پسندیدہ اور صفات حمیدہ سے مزین ہیں اسلامی جوش نوان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہو پس یہ اسی شخص کی تعلیم کا اثر ہو سکتی ہیں جو خدا کا برگزیدہ اور اس کا بھیجا ہوا ہو۔ والسلام۔ خاکسار محمد اسمٰعیل خان نظامی۔ موزنگ۔ لاہور۔

پیغام صلح اور سیالکوٹ میں ضرورت قرآن شریف

پر

خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر

کاش اس مبارک پیغام کے حقیقی مخاطب یعنے ہمارے ہندو اصحاب اس کی قدرا سی وقت کر لیتے جب جون ۱۹۰۸ء میں ایک عظیم الشان موقعہ پر لاہور میں ہماری طرف سے یہ پیغام ان کے سامنے بزبان خواجہ پیش ہوا وہ ایک ایسا وقت تھا کہ ابھی گذشتہ چند ماہ کے واقعات نے ہندو مسلمانوں میں اس قدر پیچیدگیاں اور کشیدگیاں پیدا نہیں کر دی تھیں لیکن جو مشکلات اس پیغام کے راہ میں بمقام لاہور اس وقت ہوئیں۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ایک تو لاہور آریہ سماج کا مرکز ہے اور دوسرا پولیٹیکل شورشوں کا منبع - سماجی لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ اس پیغام کے قبول ہونے پر ان کو سخت نقصان ہونے والا ہے ایسا ہی پولیٹیکل اہمیت کے دلدادہ بھی کسی حد تک اپنی اغراض کے مخالف اس پیغام کو پاتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اس ملک کا بیڑا اگر پار ہوگا تو اسی نسخہ کے استعمال پر ہوگا۔ جو مسیح وقت نے ملک کی اصلی مرض کو شناخت کر کے بین ضرورت کے وقت تجویز کیا ہے۔ یہ بات سخت بے ہودہ ہے کہ ہندو اصحاب کسی وقت مسلمانوں کا خاتمہ کر کے کل ملک پر براجمان ہو جاویں گے۔ مسلمان اس ملک میں رہیں گے۔ اور ضرور مظفر و منصور ہو کر رہیں گے۔ ہاں اگر بحیثیت مجموعی اس ملک کو فائدہ ہوتا ہے تو اس بات میں کہ ہندو مسلمان میں نیک خیالات اور باہمی تعزز پیدا ہو جاوے یہ بات وہ تھی جو مسیح وقت نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے یہ مبارک پیغام اہل ہنود کو دیا اور یاد رہے کہ آخر کار سب پولیٹیکل شورشوں والے موہنہ کی کھا کر اسی طرف رجوع کریں گے۔ رہی آریہ سماج اس کا خاتمہ عنقریب ایک نہ ایک دن ہو کر رہیگا۔ ہاں احمدی احباب کا فرض ہے کہ اس پیغام کو ان لوگوں تک پہونچاویں۔ جو اس سے ناواقف ہیں۔ کیونکہ ابھی تک اکثر حصہ ملک کا اس سے بالکل بیخبر ہے۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ سماجی سرکل سے نکلکر لکھوکھا ہندو متنفس ہیں جو اس پیغام پر عمل کرنے کو طیار ہیں یہ ایک فرض ہے جو ہر ایک احمدی کے ذمہ ہے۔ ہماری اس رائے کی تائید اخبار ٹریبون لاہور کے اس نوٹ سے ہوتی ہے جو اخبار مذکور نے خواجہ کمال الدین صاحب کے گذشتہ لیکچر سیالکوٹ کے متعلق جو ضرورت قرآن پر تھا اپنے ۲۴ نومبر والے پرچہ میں دیا ہے۔ جس کا کچھ حصہ ہم ذیل میں ترجمہ کرتے ہیں۔

"خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی لاہور نے کل شام کو وکٹوریہ میموریل ہال (سیالکوٹ) میں ایک لیکچر دیا اس موقعہ پر قریباً پندرہ صد آدمی موجود تھے۔ اثنائے تقریر میں کل کے کل سامعین شروع سے لے کر اخیر تک اس طرح بیٹھے رہے کہ جس طرح ان پر کوئی سحر کر رہا ہے۔ لیکچر کے مضمون کو خواجہ صاحب نے نہایت ہی تعریف والے طریق پر ادا کیا ان تمام باتوں سے کم از کم ایک بات پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ذی فہم ہر ایسی کوشش کو خوش آمد کہنے کے لئے طیار ہے۔ جس سے ہندو مسلمانوں میں باہمی عمدہ تعلقات پیدا ہو جاویں بے ضرورت مخالفت کر کے ایک جوش پیدا کیا جاتا ہے جس سے بہت محنت اور کوشش رائگاں ہوتی ہے دوسری طرف بے گناہ رعایا کو نقصان سے محفوظ کرنے کے لئے گورنمنٹ کو الگ فالتو انتظام کرنا پڑتا ہے۔"

اس نوٹ کو پڑھ کر جو ایک تعلیم یافتہ ہندو کے قلم سے نکلا ہے جہاں ہم کو اس بات کی خوشی ہوتی ہے۔ کہ ملک کے سمجھدار احباب ایک نہ ایک دن پیغام صلح کی قدر کر کے اس کے مطالب کو قبول کر لیں گے وہاں ہم کو یہ امر دیکھ کر از حد خوشی ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اور پھر میں کہتا ہوں صرف آپ نے ہی ایسے قادر الکلام بزرگ اپنے خدام میں پیدا کر دیئے ہیں کہ جن کی تقریر اپنے سامعین پر سحر کا کام کرتی ہے وہ لوگ جن کو کسی نہ کسی نہج پر تبلیغ مذہب کے کام سے تعلق رہا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ غیر مذاہب کے آگے بلا مداہنہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرنا اور اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے شروع سے آخر تک سامعین میں یکساں دلچسپی کا قائم رکھنا اگر محال نہیں تو سخت مشکلات سے ہے لیکن خدا کا یہ لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے مسیح کے غلام اس قابل کر دیئے ہیں کہ وہ قرآن کریم اور شارع اسلام کی خوبیاں گھنٹوں بیان کریں اور ان کے غیر مسلم سامعین بھی اسی محویت اور دلچسپی سے ان کی باتیں سنیں۔ جیسے کہ مسلم سامعین۔ کیا یہ خاص فضل ربی نہیں۔ کہ سیالکوٹ میں ثابت تو ضرورت قرآن شریف کی جاوے اور ہندو سامعین ایک سحر شدہ حالت میں دلچسپی سے ہمارے لیکچرار کی تقریر سنیں۔ آج سے کئی برس پہلے سے خدا تعالےٰ نے یہ اعجازی لیاقت حضرت امیر المومنین جناب خلیفۃ المسیح کو بخشی ہوئی ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب یہ سعادت اور احمدی بزرگوں کے حصہ میں بھی آتی جاتی ہے۔ ہمارے غیر احمدی مسلمان احباب اس بات پر غور کریں اور خوب غور کریں کہ کیوں تمہاری تقریروں اور وعظوں میں خدا نے یہ برکت نہیں ڈالی۔ اور کیا وجہ ہے کہ احمدی لیکچروں کو سن کر غیر مسلم بھی اسلام کے قریب ہوتے جاتے ہیں اور اسلام کا وہ چہرہ جو انہیں خطرناک طور پر بھیانک معلوم ہوتا تھا وہ اب انہیں خوبصورت نظر آتا جاتا ہے اگر یہ جماعت خدا تعالےٰ کی حقیقی خادم نہیں۔ اور بقول تمہارے دشمن اسلام ہے تو کیوں خدا تعالیٰ اسلامی خوبیاں پھیلانے میں احمدی مبلغین کے کلام کو بابرکت کرتا ہے تم میں سے بڑے سے بڑے مبلغ ہونے کا جس کو ادعا ہے اس نے بجز اس کے کہ آریوں کی طرح بدزبانی اختیار کی اور کیا کیا۔ تمہاری تحریریں تشنیع و تعریض سے پُر ہیں تم بھی آریوں کی طرح اسلامی تبلیغ اسی میں سمجھی ہے کہ تم غیر مذاہب کے بالمقابل گندہ دہنی استعمال کرو۔ آؤ۔ اور باتوں میں کیوں ہم سے تنازعہ کرتے ہو۔ بہت مختصر راہ ہمارے تمہارے فیصلہ کی ہے۔ اسلام کی تبلیغ میں کسی مضمون پر جس میں صداقت اسلام مقصود ہو۔ تم بھی غیر مسلم سامعین میں کچھ بیان کرو۔ اور احمدی مبلغ بھی بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ خدا تعالےٰ وقت پر کس کی تقریر کو بابرکت ثابت کرتا ہے۔

اخیر میں ہم بڑی خوشی سے اس امر کا بھی اعلان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے خواجہ صاحب کو حکم دیا ہے کہ بعض شہروں میں تو علے الخصوص اور ویسے دوسرے بڑے بڑے شہروں میں علے العموم وہ سلسلہ لیکچروں کا جاری رکھیں ہمارے احمدی احباب اس معاملہ میں انہیں مدد کریں اور ان سے خط و کتابت کریں۔

المفتی

ایک شخص کے چند سوالات کے جواب میں حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔

ع ۲۰۵ بیمہ زندگی۔ زندگی کا بیمہ کرانا ہرگز مناسب نہیں اصل اس کی جؤا ہے۔

ع ۲۰۶ تنخواہ پر سود۔ گورنمنٹ اپنے قواعد میں ہمارے ماتحت نہیں وہ اپنے قواعد میں مجاز ہے جب وہ تنخواہ کا سود دے تو آپ لے لیں اور اللہ کے راہ میں دیدیں۔

ع ۲۰۷ تماشے کی کمائی۔ تماشا سے زر کمانا مختلف رنگ رکھتا ہے اصل تماشا کے حالات پر موقوف ہے۔

ع ۲۰۸ ملازم تاجر۔ ملازم کو تجارت دھوکے سے نہ کرنا چاہیئے۔

ع ۲۰۹ جلسہ پر آنا ضروری ہے۔ ایک صاحب جو جلسہ سالانہ پر نہ آئے تھے۔ اس کو حضرت نے لکھا۔ جلسوں پر مختلف باتیں سننے میں آتی ہیں۔ ممکن ہوتا ہے کوئی عمدہ بات دل پر اثر کرے اور مفید و بابرکت ہو۔ آپ اس کے بدلہ بہت استغفار۔ لاحول۔ درود الحمد کے پڑھنے سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلے علٰے رسولہ الکریم

قرآن کریم اور وید

سیالکوٹ کے روشن ضمیر نوجوان مسلمانوں نے ایک انجمن قائم کی ہوئی ہے جس کا نام انجمن شبان المسلمین یا ینگ مسلمز ایسوسی ایشن رکھا ہُوا ہے اس ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد عام طور پر شائع ہو چکے ہیں اس لئے ان کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں اس انجمن کے زیر اہتمام اتحادی اور اصلاحی لیکچروں کا سلسلہ جاری ہے کچھ عرصہ ہُوا ہے کہ اس کیطرف سے ایک اعلان جس کے مشتہر میاں محمد امین صاحب پلیڈر تھے۔ شائع ہُوا تھا کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل بی۔ پلیڈر چیفکورٹ پنجاب لاہور نے انجمن شبان المسلمین سیالکوٹ کے ان لیکچروں کے سلسلہ میں جو مختلف اوقات پر مختلف بزرگان کی طرف سے دئے جا رہے ہیں براہ کرم لیکچر دینا منظور فرمایا ہے خواجہ صاحب کا یہ لیکچر ۱۵ نومبر ۱۹۰۹ء کو وکٹوریہ میموریل ہال میں بوقت ۷ بجے شام شروع ہوگا۔ لیکچر کا مضمون ہوگا "قرآن کریم اور وید مقدس" یہ لیکچر کل اہل مذاہب کے لئے باعث دلچسپی ہوگا۔ کیونکہ اس میں ضرورت الہام پر ایک دلچسپ اور حکیمانہ بحث ہوگی اور لیکچرار صاحب جیسا کہ عام طور پر مسلم ہے اپنے بیان کو دیگر مذاہب پر حملہ کرنے سے خصوصاً پاک رکھتے ہیں اور بزرگان جملہ مذاہب کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لئے مذہب سے دلچسپی رکھنے والے احباب خواہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں۔ ضرور تشریف لائیں"۔

خاکسار بھی اس لیکچر کے سننے کے لئے سیالکوٹ جا پہونچا مجھے اس بات کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ خواجہ صاحب کا کس گرمجوشی سے عمائد سیالکوٹ نے پلیٹ فارم پر استقبال کیا اور کس طرح ان کے مبارک نام اور ان کی شہرت نے تمام مذاہب کے بزرگوں کو مقررہ وقت سے گھنٹوں پہلے کثرت اژدہام کے ڈر سے جگہ حاصل کرنے کے لئے وہاں کھینچ لیا ہوا تھا۔ میں ان تمام تمہیدوں کو چھوڑ کر نفس مطلب کی طرف آتا ہوں۔ کہ نماز شام ادا کرنے کے بعد اپنے وقت مقررہ پر اس جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ انجمن کی طرف سے چودہری نصر اللہ خان صاحب کی تجویز اور حاضرین کی تائید سے جناب چودہری سلطان محمد صاحب احمدی بیرسٹرایٹ لا جو ایک بڑے قابل بیرسٹر اور احمدی ہیں۔ جلسہ کے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ چودہری صاحب نے صدارت کی کرسی پر زینت فرماتے ہی کارروائی جلسہ کو باضابطہ کھولا۔ سب سے پہلے حافظ سید فقیر علی شاہ صاحب نے قرآن شریف تلاوت فرمایا۔ اور پھر ان کے بعد خواجہ صاحب اپنے لیکچر کے لئے کھڑے ہوئے۔

قابل لیکچرار نے پہلے سورۃ الاعلےٰ کی چند آیات پڑہیں اور ان سے تمسک کر کے بیان کیا کہ انسانی قوائے جسمانی و روحانی کا بنانے اور قائم رکھنے والا رب ہے اور ان قوئی میں ترقیات علم سے ہوتی ہیں۔ سب سے انفع علم صحیفہ قدرت میں علم خواص الاشیاء ہے اسی علم کے ذریعہ سے ہر ایک آسائش میسر آتی ہے اور تمام اسباب اور ایجادات جو آخر کار انسان کی راحت اور آسائش کا ایک ذریعہ ٹہرتی ہیں وہ سب سائنس (علم) سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ رب العالمین نے انسانی قوائے جسمانی کے لئے جو جو اسباب پیدا کئے ہیں ان میں کسی قوم و ملک کے ساتھ بخل نہیں کیا۔ وہ عالمین کا رب ہے کسی خاص قوم کا رب نہیں۔ ہر قوم و ملک کے لئے وہ اسباب پیدا کرتا ہے اور اس کا وہ خود ذمہ دار ہے انسان کے لئے اس نے جس طرح جسمانی قوئی کی پرورش اور بحالی کے لئے تمام اقوام اور ممالک کے لئے سامان کئے ہیں اسی طرح بلا تعصب ہر ایک ملک و قوم کے روحانی قوئے کی بحالی اور پرورش کے سامان بھی کرتا رہا ہے۔ تمام ملکوں اور قوموں اور قریوں میں ہادی اور نذیر بھیجے اور کتابیں نازل کیں اس کی عالمگیر ربوبیت کے یہ امر خلاف ہے۔ کہ وہ کسی خاص قوم اور ملک کو اپنی ہدایت اور کتاب کے لئے مختص کر دیتا۔ اور دوسروں کو محروم چھوڑ دیتا۔

انسان ایک باریک اور نہائت پیچیدہ مشین کی طرح ہے اور رب العالمین اس کا موجد ہے۔ جب تک کہ وہ حقیقی موجد اس مشین کے قوئے کے صحیح استعمال کا علم عطا نہ کرے اس وقت تک اس کا ٹھیک طور پر چلانا ناممکن ہے انسانی ہستی کے متعلقہ علوم اسی کی طرف سے آتے ہیں اور علم النفس والقوٰے لکھنے والے اس بات کے قائل ہیں انسانی مشین کا بغیر علم روحانیات چلنا ناممکن اور محفوظ رہنا ناممکن ہے جو علم خدا کی طرف سے اس طرح عطا ہوتا ہے اس کا نام الہام ہے خدا نے ہر قوم کو الہام بخشا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وید الہامی کتاب ہے۔ اور جیسا کہ ہمارے ہندو برادران مانتے ہیں کہ وہ کروڑوں سالوں سے ہے ہم کو اس بات کے تسلیم کرنے میں بھی کوئی ہرج نظر نہیں آتا۔ لیکن وہ ایک ایسے زمانہ میں نازل ہوا کہ اس کے ذریعہ سے ساری دنیا کو فائدہ نہیں پہونچ سکتا تھا کیونکہ وہ خود ہی دنیا میں نہیں پہونچ سکتا تھا اور نہ ہی اس کے ماننے والوں نے اس کو کبھی پہونچا کر دکھایا۔ اور نہ ہی اس میں کوئی ایسی شرتی ہے کہ جس سے وہ دوسرے ممالک کے لئے اپنے آنے کا ثبوت دیتا ہو۔ اسی طرح توریت بھی ایک خاص قوم کے لئے ہی اپنی مشن بتاتی ہے اور انجیل بھی مختص بالقوم ہونے کا دعوے کرتی ہے اس وقت تمام قطعات اور ممالک دنیا محدود تھے اور باہمی میل ملاپ کا سلسلہ نہ تہا۔ اب ایک ایسا زمانہ آگیا۔ کہ دنیا ایک ہو گئی۔ اس لئے ضرور ہُوا کہ ایک الہامی کتاب دنیا کے ہاتھ میں ہو اور اس میں تعلیم بھی موجود ہو جو زمانہ ترقی یافتہ کے حالات اور قوئے کے مناسب اور موافق ہو۔

قرآن کریم نے اسبات کا دعوے کیا ہے تمام لوگوں کے لئے کفائت کرنے والا عالمین کے لئے رحمت اور ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہے اس سے پہلی کتابوں کے ماننے والے شیطان کے ویسے ہی ملیچھ ہو گئے تہے کہ اپنی اپنی کتابوں سے انحراف کر کے جن جن بدعلیوں اور اختلافوں میں وہ مبتلا تھے اُسی میں خوش ہو رہے تہے اور وہی زیب و زینت کا موجب سمجھتے تہے ایک ویدی کے ماننے والوں کے اصولاً سینکڑوں مذہب نظر آ رہے ہیں۔

قرآن کریم نے قوموں کے فسادوں اور اختلافوں کو مٹایا اور باوجود اختلاف خط و خال سب کو ایک اخوت کے درجہ پر لا ڈالا اور انسانوں میں بوجہ ذات پات کی تمیز کے جو تفرقہ پڑا ہوا تہا اس کو دور کیا اور نوع انسان کو اعلےٰ درجہ کی حریت عطا کی۔ جس کے لئے ہر ایک شخص خواہ وہ کسی قوم اور فرقہ سے تعلق رکھتا حقدار ہو گیا۔

بعضے یہ لوگ اعتراض کریں گے کہ جبکہ ہر جگہ کتاب موجود ہے۔ تو پھر قرآن شریف کی کیا ضرورت تہی۔ درحقیقت الٰہی کتاب وہی ہوتی ہے جو اپنے دعاوی کے لئے خود دلائل دے اور اپنے اعتراضات کو خود ہی دور کرے جو کتاب ان کاموں کے لئے کسی دوسرے کی محتاج ہوتی ہے وہ کتاب کامل نہیں ہو سکتی اس اعتراض کا جواب بھی قرآن شریف نے کئی جگہ دیا ہے کہ دنیا میں شیطان کی حکومت ہو گئی تہی۔ تمام کتب بگڑ گئی تھیں۔ تکالیف سخت اور خطرناک تہیں۔ اور اختلاف بہی خطرناک تہا جو آیۃ تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک۔ الخ سے استدلال کیا۔

ساتویں صدی جس میں قرآن شریف نازل ہُوا۔ اس میں یہ بدیاں حد نہائت پر پہونچی ہوئی تہیں۔ ہندوستان ہی کی حالت ایسی خطرناک ہو رہی تہی۔ زناکاری۔ قماربازی۔ ظلم۔ بت پرستی۔ اور اسی قسم کی خبیث بدیاں ایسی طرح مروج تھیں۔ کہ انکو مذہب کا جزو سمجھا گیا تہا۔ جل پروا۔ جگناتہ کا پہیہ۔ دختر کشی۔ انسانی قربانی۔ کالی کے آگے زبان کٹانا۔ اعضا کو خشک کرنا۔ پہلے دن اپنی عورت کو .... بیوہ کا نکاح نہ کرنا۔ نیوگ۔ کلین برہمنوں میں شادی کا رواج وغیرہ بدیاں ایسے دردناک طور پر جاری تہیں۔ کہ بیان کرنے سے شرم آتی ہے یہاں تک کہ حضرت کرشن مہاراج جیسے بندگان خدا کا خاکہ بہی ایک پرلے درجہ کے فاسق و فاجر کا بنا کر دکھایا گیا تہا۔

عرب کا اس سے بدتر حال تہا۔ بت پرستی۔ انسان پرستی۔ رہبانیت تناسخ۔ بردہ فروشی۔ ماؤں سے شادی۔ وغیرہ عام طور پر جاری تہیں اور اسی طرح تمام ممالک دنیا میں بدیوں کے تاریکی کے گڑھے میں غرق پڑے تہے۔

تمام قدیمی کتب الہامی جو مختلف طور پر مختلف اقوام اور ممالک میں آئی تہیں وہ سب محرف مبدل ہو کر ایسی حالت میں

ہوگئی تھیں کہ دنیا سے اُٹھائی جاچکی تھیں - خدا نے ان کے بیکار کردینے کے ثبوت میں ان کی زبانوں کو ہی موت دیدی - جب کہ دنیا ایک ہوچکی ہے اور ضروریات اور قوے مشترک ہوچکے ہیں تو ان مختلف الہامی کتابوں کے ایک ایسے مجموعے کی ضرورت پڑی - کہ جو مشترک تعلیم پر حاوی ہو - اور نیز اس میں اون پہلی تعلیموں سے اس قدر زیادتی ہو - جس قدر زمانہ آگے بڑھ کر بلوغت کو پہونچ چکا ہے - اگر کوئی کمیٹی اس خدمت کے لئے بیٹھتی تو اس کے لئے اس کام کا صحت کے ساتھ سرانجام دینا ناممکن تھا کیونکہ اول تو چونکہ وہ سب زبانیں مرچکی ہیں - جن میں یہ الہامی کتابیں ہیں اس لئے ان کے مطالب فہمی ناممکن - دوسرے انسانی قوت ایک ایسی مشترکہ ضرورت کو سمجھنے سے قاصر ہے - جو عالمگیر ہو اور پھر ایسا کوڈ ایک انسانی کو ڈکھلاتا ہے اس لئے یہ ضرورت تھی کہ رب العالمین ہی ایسے وقت میں ایک ایسی تعلیم بھیجے - جس میں کتب قیمہ موجود ہوں - اور بقدر ترقی زمانہ ترقی یافتہ تعلیم بھی ہو - اور یہ ضرورت قرآن شریف نے پوری کی ہے اور یہ ایسے ملک میں ہے جو ناف زمین ہے -

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم ایک ایسی مکمل اور مختتم تعلیم نازل فرمائی ہے کہ جس میں دعوے فیہا کتب قیمہ - اور اس دعوے کا ثبوت موجود ہے - اس روحانیت کے باغ میں قرآن کریم ایک شہد ہے - جو ان تمام (پرانی کتابوں) پھولوں سے (خدا کے خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے منتخب ہوکر بنا ہے اور جس میں حلاوت اور شمار کے خواص ایزاد کئے گئے ہیں - اس کتاب مقدس کے وجود سے تمام اختلافات خواہ وہ زبان - فہم - ادراک - اخلاق - تمدن - اور معاشرت کی وجہ سے تھے - اور خواہ وہ نوعیت اور قومیت اور معتقدات اور ان کتب کے اس زمانہ میں زندہ رہنے کے واقعہ ہونے والے تھے - دور ہوگئے ہیں -

یہ لیکچر اوس پر فضا اور وسیع ہال میں ہوا تھا - جو سیالکوٹ کے قلعہ میں واقعہ ہے - تمام معززین شہر بہ استثنائے معدودے چند تشریف فرمائے جلسہ تھے - جن میں معزز اور باثر اہل ہنود آریہ - خالصہ - اور مسلمان اصحاب شامل تھے - ہجوم اس قدر تھا - کہ ہال اور گیلری اور برآمدہ میں رتی دہرنے کو جگہ نہ ملتی تھی - بہت لوگ جگہ نہ ملنے کی وجہ سے مایوس لوٹ بھی گئے -

اثنائے لیکچر میں تین سامعین کے چہرے پڑھتا تھا ہر ایک کے چہرے پر بلا امتیاز قوم وملت ایسی بشاشت اور فرخندگی اور قبولیت چھائی ہوئی نظر آتی تھی - کہ گویا سب میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہا - اور ایک عالمگیر پیوستگی اور اخوت کا عالم جاری ہوگیا ہے - پرلے درجہ کی دلچسپی اور لذت کے ساتھ سب اصحاب اخیر تک لیکچر سناکئے یہاں تک کہ کھنکورنے کو بھی بند ہی رکھتے تھے - اور ایسا معلوم ہوتا تھا - کہ گویا سب کرسیوں اور دریوں پر بیٹھے ہوئے بت ہیں

اگرچہ میں ان معززین کو بت کہنا پسند نہیں کرتا لیکن یہاں کا بت ہونا مقام مدح میں ہے - تمام فرقوں کے مسلمانوں اور ہندوؤں نے اس قبولیت سے لیکچر سنا کہ گویا لیکچر کا ایک ایک حرف اعلےٰ درجہ کی شیرینی کی ڈلی تھی - جس کو وہ کھارہے تھے اور مارے لذت اور شیرینی کے ہونٹ چپکے جاتے تھے -

یہ ایسا کامیاب لیکچر ہوا ہے کہ بعض بڑے فاضل اور قومی ہی خواہ ہندو صاحبان نے مختلف پیرایوں میں فرمایا ہے کہ خواجہ صاحب نے ایسی طرز سے ہم کو یہ باتیں پیش کی ہیں - کہ ہمارے دلوں میں اب قرآن کریم کی بہت بڑی عزت اور تکریم بڑھ گئی ہے - اور اگر ہمیں کوئی شخص قرآن پڑھنے کو کہتا تو ہم اس کو لاٹھیاں مارنے کو طیار تھے - لیکن جن خوبیوں کا اب خواجہ صاحب کی بدولت انکشاف ہوا ہے - وہ ایسی ہیں کہ انہوں نے ہمیں مجذوب کرلیا ہے کہ ہم قرآن شریف کو پڑہیں اور اس پر غور کریں -

میرے نزدیک جو لوگ درحقیقت نزاع قومی دور کرکے اقوام میں یکجہتی پھیلانے اور اخوت بڑھانے اور سچی اصلاح اور نیکی اور قومیت نفوذ کرنے کے دلی خواہشمند ہیں ان کو اس قسم کی تقریروں سے کام لینا چاہیئے - اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے گا -

اس لیکچر سے نہ صرف ہندو صاحبان ہی کے خیالات پر اثر ہوا ہے بلکہ مسلمانوں کو بھی بہت فائدہ ہوا ہے اکثر لوگ قرآن پر تدبر کرنے اور اس کو پڑھنے کی طرف مائل ہورہے ہیں - میں خواجہ صاحب کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور ان کے لئے دعا کرتا ہوں - اور ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جو وعدہ اس لیکچر کے خاتمہ پر آپنے بعض باتیں ثابت کرنے کے بارے میں کیا تھا اور فرمایا تھا - کہ آیندہ لیکچر میں ان پر بحث کی جائے گی اس وعدہ کے ایفا کے لئے آپ ضرور وقت نکالیں - اور شبان المسلمین کے منتظموں سے ملتمس ہوں کہ وہ خواجہ صاحب کے اس وعدہ کو پورا کرانے کے لئے مناسب سامان کریں میں شبان المسلمین کو بھی مبارکباد دیتا ہوں - کہ اون کی مساعی جمیلہ بار آور ہوئیں - اور ان کی بدولت ایسے پاکیزہ اور صلح کن لیکچر پبلک میں آئے اس جگہ میں اون کی اوس حسن انتظام کو بھی فروگذاشت نہیں کرسکتا - جو انہوں نے ایسے عظیم الشان جلسہ کے انعقاد میں ظاہر کیا - بے شک ان کی ہمت قابل قدر اور باعث شکرگذاری ہے - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیوے - اور تمام لوگوں کے لئے یہ سلسلہ مبارک کرے - آمین

راقم ایک حاضر

مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء

بازارِ نماز

ناظرین اگھبراوینگے کہ کیا نمازوں کا بھی بازار ہوا کرتا ہے ؟ کیا نمازوں کی بھی دوکانیں ہوا کرتی ہیں ؟ لیکن جب آپ آنکھ کھول کر دیکھیں گے تو روز روشن کی طرح آپ پر ظاہر ہوجاویگا کہ آجکل نماز بھی ایک تجارتی سودا ہے اور اس کی بھی خرید فروخت ہوا کرتی ہے پہلے یہ سنا کرتے تھے کہ ہندو صاحبان کو جب کوئی مذہبی رسم ادا کرنا پڑتا تھا تو برہمن کو بلا لیتے اور فیس پیش نظر کردیتے - برہمن صاحب تو کریں پوجا پاٹ - اور فیس دینے والے حضرت کو گھر بیٹھے ثواب مل جاتا اور گناہوں سے بری ہوجاتے اور دیوتاؤں کو راضی کردیتے لیکن آجکل ہمارے مسلمان ہندوؤں سے بھی گئے گذرے نظر آتے ہیں - چنانچہ عید کے روز مجھ کو کلکتہ میدان کیطرف جانے کا اتفاق پڑا - دیکھتا کیا ہوں کہ ادہر کچھ چٹائیاں بچھی ہوئی ہیں - ادہر بوریا وغیرہ کا سامان ہے اور ہر نشستگاہ کے سامنے ایک کرسی کا بکس (منبر کا کام دینے کے لئے) دھرا ہوا ہے اور ایک خضر صورت حضرت جلوہ افروز ہیں - آن بان اور ظاہری تقدس سے معلوم ہوگیا کہ ذات شریف امام صاحب ہیں اور مقتدیوں کے انتظار میں یوں تاک لگائے بیٹھے ہیں جیسے ایک دوکاندار اپنے گاہکوں کے انتظار میں - حضرت امام صاحب نے پہلے ہی سے چند ایجنٹس یا دلال مقرر کر رکھے تھے چنانچہ میرا ادہر گذر تھا کہ کچھ لوگ ادہر سے پکار رہے تھے کہ آؤ حضرت ! یہاں یہاں تشریف لایئے - یہاں بیٹھنے کا اچھا سامان ہے - ادہر سے کچھ لوگوں کی آواز آرہی تھی کہ حضرت یہاں یہاں آیئے یہاں کے امام کے خوش الحانی سے آپ بہت ہی محظوظ ہونگے کلکتہ کے نیو مارکیٹ میں شربت والے اس قدر شور برپا نہیں کرتے اور نہ سیالدہ یا ہوڑہ اسٹیشن پر گاڑیوان لوگ ایک نو وارد کو ایسے کشمکش میں ڈالتے ہیں - غرضیکہ میں عجیب کشمکش میں رہا چالاکہ مجھے نہ یہاں جانا تھا اور نہ وہاں - بلکہ احمدی احباب کے ساتھ ایڈین گارڈنز میں نماز ادا کرنا تھا - خیر - میں تماشا بینی کی غرض سے کچھ دیر وہاں کھڑا رہا - اس نظارے کو دیکھ کر قریب تھا کہ میں کھلکھلا کر ہنس پڑتا - لیکن اپنے آپ کو ضبط کیا - پھر دیکھتا کیا ہوں کہ دو تین دلال چند منٹ کے بعد رومال لےکر ہر شخص کے سامنے حاضر ہوتے تھے اور نماز کی قیمت کو پیشگی وصول کرلیتے تھے وہ روپے ادا کرنے میں بہت ہی چست نظر آتے تھے اور مجھ کو یہ سمجھنے میں دقت نہ ہوئی - کہ انہوں کو خاصی کمیشن کی امید دلائی گئی تھی اور امام صاحب رمالوں کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے

رہتے تھے۔ اور ایسے سوتے تھے کہ دنیا اور مافیہا سے خبر نہیں رہتے تھے میں دو تین فقیر بھی اگر ان سے بھیک مانگنے کی غرض سے چلے آئے۔ بس کیا تھا۔ مولویصاحب لپک کر پہونچے اور ان رقیبوں کو اپنے دوکان کے حدود سے بالکل نکال باہر کر دیا۔ ان کو کب گوارا تھا کہ کوئی دوسرا شخص خواہ کیسا ہی محتاج ہو ان کی زمین پر بیجا مداخلت کرتا۔

خیر! قیمت نماز جب وصول ہو چکی اور مولویصاحب کی کشمکش سے جاتا رہا تو نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ دوگانہ تو تھا ہی۔ بس کیا تھا۔ دمنٹ میں ٹھونگے دار نماز ختم! نماز کے اندر حضرت کا خیال کہاں چکر مار رہا تھا۔ ناظرین خود قیاس کر سکتے ہیں اس راز کو طشت از بام کرنا میں کرنا نہیں پسند کرتا ہوں۔ سلام پھیرنے کے ساتھ ہی آپ خطبہ کی کتاب ہاتھ میں لے کر گردمین کے بکس کے اوپر کھڑے ہو گئے لطف تو یہ کہ ادھر آپ کا خطبہ طفل مکتب کی طرح پڑھ رہے ہیں اور ادھر آپکے گاہک لوگ معانقہ میں مشغول اور خطبہ اول ختم نہ ہونے پایا تھا کہ لوگ رو بچکر ہو گئے یہ نہ کرتے تو آخر کرتے کیا۔ نیت ہی ادا کر دی۔ نماز بھی خریدی گئی۔ خطبہ تو بھاڑ سے بھاڑ نہ سہی۔ جب سب لوگ چلے گئے تو امام صاحب خطبہ کس کو سناتے؟ لہذا ...... خدا کی تسبیح سے آپ بچ گئے اور یہ سمجھے کہ آپ سستے چھوٹے۔ دقت گراں یہ کہ آپ کب کھونے والے تھے۔

ناظرین! اس تماشا بینی سے مجھ کو تفسیر کا لطف حاصل ہوا اور میں حیرت میں تھا کہ ٹکٹ بیچنے کا سامان کیوں نہ کیا گیا۔ درجہ اول عہ۔ درجہ دوم ۸ر درجہ سوم ۴ر۔ نہایت مناسب اور مسلسل ریٹ میں ناظرین۔ یہ تو نمازوں کی خرید و فروخت کا معاملہ تھا۔ نمازوں کا نیلام بھی ایک سچا واقعہ ہے۔ بیسویں صدی میں کوئی بات ناممکن نہیں۔ مجھ کو ایک شخص نے عید کی نماز پڑھانے کے لئے ایک امام کی تلاش کرنے کیلئے کہا کہ چنانچہ میں ایک مولویصاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور یوں ہمکلام ہوا۔

میں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ مولانا فلان جگہ عید کی نماز پڑھانے کے لئے اگر تکلیف گوارا کریں تو نہایت ممنون ہونگا

مولوی صاحب! ارے صاحب اتنے روز آپ سوتے پڑے رہے یا کیا۔ میرا تو ایک جگہ بندوبست ہو چکا ہے۔

میں۔ آپنے بجا فرمایا۔ دیر تو ضرور ہو گئی لیکن یہ تو فرمائیے یہ بندوبست کا آپنے کیا فرمایا۔

مولویصاحب! چہ خوش! آپ بھی تجاہل عارفانہ کرنے لگے۔ اجی حضرت بندوبست تین روپے کا ہو چکا ہے۔ ہاں اگر تین روپے [illegible] تو نمازوں گا نہ پڑھانے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔

میں۔ (دل میں کہا) بے شک بے شک عذر چہ معنے دارد۔ سچ تو یہی کہ آپ سستے دامون نماز فروخت کیا کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ آپکا [illegible] اور تین روپے۔

مولویصاحب! ارے صاحب تو سرکاری ڈاک ہے آپ کو اختیار ہے کہ آپ آگے بڑہیں۔

میں۔ لیجئے۔ چار روپے (للعہ) ... منظور ؟

مولویصاحب۔ بس صرف چا ......ر ......ر ...... و ...... پیہ

ایک دوسرے صاحب! مولوی صاحب۔ ساڑھے چار روپیہ۔ چلئے ہمارے محلہ کی مسجد میں۔

مولویصاحب! (میری طرف مخاطب ہوکر) سُنا آپنے؟ کیوں صاحب بس آپ کا حوصلہ وہیں تک۔

میں۔ حوصلہ پر جب بات آئی ہے۔ لیجئے صمہ۔ اب تو منظور؟

مولوی صاحب۔ اچھا منظور! میں وقت مقررہ پر حاضر ہو جاؤنگا۔

میں۔ پھر کسی دوسرے شخص سے بندوبست نہ کیجیئے گا۔

مولوی صاحب۔ واللہ! آپ ہی خوب کہتے ہیں ایفائے وعدہ مسلمانوں کا خاصہ ہے۔ بہت سی حدیثیں ایفائے وعدہ کی تاکید پر آئی ہیں چنانچہ ابوہریرہ ......

میں۔ بس کیجئے۔ حدیثوں کے سننے کا اب وقت نہیں اب رخصت ہوتا ہوں۔ السلام علیکم۔

مولویصاحب! وعلیکم۔ دیکھئے شیرینی وغیرہ کا تو انتظام ضرور ہی ہوگا

میں۔ دریں چہ شک۔

ناظرین! سرکاری ڈاک سے بڑھتے بڑھتے صمہ ایک صمہ دو صمہ تین تک نوبت پہونچی۔ اللہ اللہ۔ قوم فروشی۔ ایمان فروشی اسلام فروشی۔ قرآن فروشی۔ یہ تو سب سنتے آتے ہیں اب لیجئے۔ نماز فروشی بھی ہونے لگی۔ نمازیں بھی نیلام میں بکنے لگیں۔ اس پر ان کرایہ کے مولویوں کا دعوئے کہ وہ محافظ اسلام اور حامیٔ شریعت ہیں اور یہ کہنے میں شرم نہیں آتی کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ تو ہمیں امام اور مہدی کی کیا ضرورت؟

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا ٭ کارِ طفلاں تمام خواہد شد

محمد عطاء الرحمٰن احمدی از کلکتہ

جلسہ شاہدرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم۔ جناب مکرم و معظم حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التماس آنکہ۔ انجمن احمدیہ شاہدرہ ضلع لاہور کا دوسرا سالانہ جلسہ خدا کے خاص فضل اور عنائت سے مورخہ ۱۲ر نومبر ۹ سنہ ع کو نہائت عزت و احترام اور ترک و احتشام کے ساتھ صبح ۱۰ بجے سے لے کر شام کے ۵ بجے تک سرانجام و اختتام ہوا۔ اس جلسہ کے تفصیل حالات اور مقررین کی عذب البیانی اور جلسہ کا اثر غیر احمدی احباب پر اور اس کے فوائد جماعت کے لئے وغیرہ وغیرہ مضامین کے متعلق میرا ارادہ بسط سے لکھنے کا تھا لیکن اس کو چنداں ضروری نہ جانکر فی الحال نہائت مختصر سی روئداد اطلاعاً تحریر کرتا ہوں۔ براہ نوازش درج اخبار فرما کر ممنون فرمادیں۔

جلسہ سے پیشتر بذریعہ اشتہارات و دعوتی کارڈوں کے عام طور پر احمدی اور غیر احمدی احباب میں اطلاع کی جاچکی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریباً دو اڑہائی سو کے قریب احمدی احباب نے رونق افزائے جلسہ ہو کر جماعت شاہدرہ کو مشکور فرمایا۔ جنمیں سے اکثر احباب لاہور اور دو دو چار اصحاب مقامات ذیل۔ لائل پور۔ سانگلہ۔ گجرات۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ قصور۔ بھینی۔ بیداد پور۔ ایانگہ میاں میر وغیرہ وغیرہ سے شمولیت جلسہ کے لئے تشریف لائے۔ جزاہم اللہ خیراً۔ اور اسی اندازہ کے قریب قریب غیر احمدی صاحبان بھی شامل جلسہ ہوئے۔ جن میں سے نصف تک باشندگان شاہدرہ تھے اور باقی اردگرد کے دیہات سے جو شاہدرہ سے دس دس بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر تک تھے۔ کل جمعیت جلسہ قریباً چار پانچ سو کے ہو پہنچ گئے۔

واعظین میں سے جناب مولانا مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور اور جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب بھینی ضلع لاہور اور جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری ہے۔ جنھوں نے سلسلہ وار مضامین ذیل (توحید و ردِ شرک۔ رسالت و نبوت۔ تصدیق دعوے مسیح علیہ السلام زندہ مذہب کون ہے) پر نہائت فصاحت اور خوش اسلوبی سے روشنی ڈالی اور ہر ایک صاحب نے نئی جوش اور تائید روح القدس سے اپنے اپنے مضامین کو اس طرز سے ادا کیا کہ جملہ سامعین پر نہائت گہرا اثر ہوا۔ سب لوگ کیا احمدی اور کیا غیر احمدی بڑے شوق اور خاموشی سے ابتدا سے انتہا تک سنتے رہے۔ اور دوران جلسہ میں کسی قسم کی بدنظمی خدا کے فضل سے وقوع میں نہیں آئی حاضرین میں سے سب نے اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے حظ اور استفادہ حاصل کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک والسلام خیر الختام۔

مسجد کے پاس مسجد۔ ایک احمدی نے دریافت کیا کہ یہاں کے غیر احمدی ہمارے ساتھ شرارت کرتے ہیں اپنی مسجد میں جانے سے ہم کو روکتے ہیں کیا جائز ہے کہ ہم اسکے قریب اپنی مسجد الگ بنالیں حضرت نے فرمایا کہ جائز ہے کیونکہ آپ مسجد بناتے ہیں شرارت کو روکنے کے واسطے مخالف اپنی مسجد میں نہ جانے دے ... تو پھر کیا کیا جاوے اور مسجد بنا اور اس میں اپنی نمازیں پڑھو اس کا نام ضرار نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ضرر دینے کیواسطے نہیں بنائی گئی بلکہ ضرر سے بچنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

اس جماعت کے اُصول یہ ہیں

ایک سائل کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے اصول مفصلہ ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اپنی ذات میں یکتا۔ اپنی صفات میں بے ہمتا۔ اپنی عبادات میں وحدہ لاشریک۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو مختلف کاموں پر مقرر ہیں وہ آدمیوں کو نیک تحریکیں دیتے رہتے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی سب کتابیں برحق ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے سب رسول جو اس نے بھیجے سب سچے تھے ہم کسی کا ان میں سے انکار نہیں کرتے۔

۵۔ محمد رسول اللہ جو مکہ میں پیدا ہوئے اور جن کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا وہ خاتم النبیین اور ان کی کتاب قرآن کریم جامع کتب الٰہیہ ہے

۶۔ تقدیر کا مسئلہ سچ ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو قبل اس کے پیدا کرنے کے جانتا ہے۔ نیکی اور بدی دو چیزیں الگ الگ ہیں ہر ایک کو انسان علیحدہ علیحدہ دیکھ لے گا۔

۷۔ بعد الموت۔ قبر و حشر و پلصراط۔ دوزخ اور بہشت کے حالات جو اللہ تعالیٰ نے الکتاب المجید کو اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے سب سچ ہیں اور مومن کے لئے ضروری ہے۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج نیک اخلاق کے ادا کرنے اور بدیوں سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہے۔ مومن کے ہر ایک کام میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم نظر آوے اور طرح طرح سے مخلوق الٰہی کو نفع پہونچاوے۔ ان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی ہرگز ہرگز نہ کرے۔ کسی مذہب کے کسی بزرگ کو برُا نہ کہے صحابہ کرام اور تابعین تبع تابعین کا زمانہ بابرکت تھا ان میں جو لوگ ائمہ اور بزرگ مشہور ہیں انکو خصوصیت سے برُا نہ کہے۔

استغفار۔ لاحول۔ درود شریف اور الحمد کا وظیفہ رکھو۔ والسلام

تصدیق ایمان صدیق رضی اللہ عنہ

زینت محفل خاصان خدا ہو صدیق ۔ رونق بزم شہ ہردوسرا ہو صدیق
ثانی اثنین سے کچھ فرق جو دیکھا تو رہا ۔ ہے دیا دیں کا محمدؐ تو ضیا ہو صدیق

شیعہ لوگ اکثر اپنی تحریر و تقریر میں جناب صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کو سابق الاسلام ہونے پر معترض ہوتے ہیں اور اثنائے بحث خلافت میں بیچارے ناواقف اہل سنت والجماعت کو کہا کرتے ہیں کہ پہلے ابوبکر کا ایمان لانا تو ثابت کرو۔ اگرچہ صدیق کے واقعی صدیق ہونے پر مدینۃ الرسول گواہ ہے اور سارا قرآن مجید ان کی صداقت پر شہادت دیتا ہے لیکن روایا کے دلدادہ شیعہ کی حجت پوری کرنے کے واسطے ہم قاضی نور اللہ شوستری جیسے غالی اور متعصب اثنا عشری کی مشہور کتاب مجالس المومنین جسکی تالیف کی نسبت علامہ مذکور دیباچہ کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ بعد از استخارہ و استمداد و استفاضہ از باطن فیض مواطن حضرۃ امیرالمومنین علیہ السلام بہ ترتیب این بزم عزم جزم کردہ۔ آں را بمجالس المومنین موسوم نمودہ و مزین ساختہ بنام نامی حجت پروردگار و امام روزگار یعنے یہ کتاب حضرت علی کی اجازت اور فیض باطن سے تالیف اور حضرت امام مہدی کے نام سے اس کو معنون کیا گیا۔ میں سے جناب صدیق کے ایمان لانے کی شاندار کیفیت کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس سے نہ صرف آپکے ایمان کی تصدیق کا شرح حال معلوم ہو جاتا ہے بلکہ نیز زمانہ جاہلیت میں بھی ان کی ذاتی وجاہت اور علم دین میں مسلمہ لیاقت اور مہارت کتب عہد عتیق اور بعثت نبوی کی کمال تشویق کو صاف طور پر ظاہر کر دیتی ہے۔ جس شیعہ کو اعتبار نہ ہو وہ اپنے علماء سے اپنی تسلی کرے۔ والفضل ما شہدت بہ الاعدا

اصل عبارت کتاب فارسی ہے۔ اصل کے ساتھ ترجمہ لکھنے میں طوالت کا اندیشہ ہے۔ لہذا صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

سید المتالہین حیدر بن علی آلاملی کتاب کشکول میں لکھتے ہیں۔ کہ مشائخ حدیث کی روائت میں عبد اللہ بن عفیف سے اپنے باپ کی زبانی مروی ہے۔ کہ سلمان حضرت پیغمبر کے ظہور سے پہلے مکہ میں جستجوئے دین حق میں آیا تھا۔ اور جب حضرت رسالت مبعوث ہوئے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ جب آں حضرت نے سلمان کو علم و عمل رائے میں کافی پایا۔ اس سے مشورہ کیا۔ کہ اہل مکہ میں سے پہلے کس کو دعوت کریں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی۔ کہ سلمان کے عندیہ کا اخلاص اور نفاق اس مشورہ میں کھل جاوے۔ سلمان نے عرض کیا۔ دعوت کی ابتدا ابی فضیل عبد العزی پسر ابی قحافہ پر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ علم تعبیر خواب و تاویل منام میں عرب بھر میں مشہور ہے اور عرب لوگ علم تعبیر کو علم غیب کی ایک قسم جانتے ہیں اور اس کے بڑے معتقد ہیں اور اس کے ساتھ ہی عرب کے حسب و نسب و تواریخ سے باخبر ہے اور ساتھ ہی ان کے بچوں کا معلم اور وہ اپنے معاملات میں اسی کیطرف رجوع اور مشورہ کرتے ہیں۔ اور اس کے وساوس کا ان کے دلوں میں پورا اثر ہوتا ہے اگر اس قسم کا آدمی آپکے ہاتھ پر مسلمان ہو جائے اور آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ آپ کی نبوت کا آوازہ تمام عرب میں شائع ہو جائیگا۔ اور لوگوں کو اس سے اعتبار حاصل ہو گا ان کے دل جاہلیت کی سختی سے نرم ہو جاویں گے اور وہ ہدایت کے لئے تیار ہو جائیں گے اور وہ (ابوبکر) اس کے بعد ان کے مزاجوں پر قابو پاکر دین مسلمانی کو رواج دیگا۔ کیونکہ جب کتب سابقہ سے آپ کی نبوت کو جان چکا ہے اور محبت ریاست اور معلموں اور کتب داروں کے لئے اخلاق والا ہے اور بزرگی اور زیادہ طلبی کا شیدا ہے آپکے طمع جاہ دینے کے باعث مساعی جمیلہ دکھائے گا اور عرب لوگ ایسے بڑے آدمی کی اطاعت کو آپکے دین کی صداقت کی دلیل جانیں گے اگر کسی دوسرے پر دعوت کی ابتدا فرمائے۔ تو وہ عناد کریگا۔ اور عربوں کے دلوں میں آپ کی مخالفت کا وسوسہ ڈالدے گا۔ جب اس رائے کی موافقت حضرت امیر اور ابو طالب سے چاہی گئی۔ تو انہوں نے بھی سلمان کی رائے کو پسند کیا اور حضرت رسالت نے ابو بکر سے ملاقات کی۔ اور آہستہ آہستہ من حیث یعلم و من حیث لا یعلم۔ دم دلاسے دیکر اس کو اپنی جانب مائل کر ہی لیا اور اس کے دل کو حصول جاہ اور توسعہ دستگاہ کا امیدوار کیا یہاں تک کہ اس طرح سے مسلمان ہو گیا اور حضرت رسول نے اس کا کنیت اور نام جو کہ ابو الفصیل اور عبد العزیٰ تھا ابو بکر اور عبد اللہ سے تبدیل فرمایا اور ہمیشہ اصحاب کی مجلس میں فرماتے تھے۔ کہ ما سبقکم ابو بکر بصوم و صلوۃ ولکن لشیٔ وقر فی صدرہ (نہیں سبقت لے گئے تم پر ابو بکر نماز اور روزے میں لیکن سبقت لیگئے بوجہ اس صدق کے جو ان کے سینے میں قائم ہو گئی) دیکھو مجالس المومنین مجلس سوم صفحہ ۹۸ و ۹۰ مطبوعہ ایران در ذکر سلمان۔

بالنصف نظر ناظرین پر اس روائت سے واضح ہو گیا ہو گا کہ ابو بکر صدیق کو حضرت علی اور بلکہ ان کے بڈھے اور پختہ کار باپ ابو طالب اور سلمان فارسی کے خاص مشورہ سے اسلام کی دعوت کی گئی جسکو انہوں نے علی وجہ بصیرت قبول فرمایا الحمد للہ کہ جس خاص غرض یعنے ترویج و اشاعت اسلام کی خاطر اس مقدس کمیٹی کے مجموعی اہتمام سے جو بے نظیر انتخاب تمام عرب اور اہل عرب سے کیا گیا تھا وہ جیسا کہ واقعات نے دکھلا دیا۔ من کل الوجوہ حسب دلخواہ ثابت ہوا اگر جناب علی کو جو حسب اعتقاد شیعہ ما کان و مایکون کے عالم تھے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصب خلافت و فدک کی شکایات جناب صدیق سے پیدا ہو گئی تھیں اور جن کا رونا اب تک رویا جاتا ہے تو ان شکایات کے بانی مبانی اور مورد خود رسول صلعم ہیں جنہوں نے ابو بکر کو بیٹھے بٹھائے جا کر سب عرب میں سے پہلے دعوت کی اور ریاست اور جاہ و دستگاہ کا طمع دیا تھا۔ آخر چونکہ وہ مخبر صادق نبی بشیر فداہ امی وابی تھا اس کا وعدہ تو سچا ہی ہونا تھا لیکن ظاہر ہے کہ حضرت علی کی یہ شکائت باوجود حسب اعتقاد شیعہ بعد از جنگ کی مصداق ہیں راقم کے ایک ہموطن شیعہ دوست نے اپنے خط میں جناب صدیق کے ایمان کی وجہ یہ لکھی تھی کہ شام کے کسی یہودی نے یا کاہن نے ان کو کہدیا تھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو بڑی ریاست پاؤ گے

چنانچہ اسی طرح پر ابوبکر مسلمان ہو گئے جیسے ہر [illegible] نے انکو لکھا تھا کہ وہ پیشگوئی کرنے والا شام کا کاہن یا نجومی نہ تھا بلکہ جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے خود حضرت رسول مخبر صادق تھے کاش یہ طمع ریاست رسول صلعم کی زبانی کسی اور کو بھی دیا جاتا اور ابتدائی دعوت اسلام کا شرف اس خاص اہتمام سے کسی دوسرے عرب کو بھی حاصل ہو [illegible]

[illegible]

ستیارتھ پرکاش سے باب ۱۴ کا ریویو

نمبر ا

کیمونی کیٹ

یہ کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ مہرشی سری سوامی دیانند سرستی جی بالقابہ کی زندگی یا ہستی سے خاص الفاظ یا خاص رنگ میں ناظرین کا تعارف کر دیا جاوے کیونکہ صاحب موصوف بوجہ اپنی خاص لیاقتوں اور مساعی یا قومی اصلاحات کے ہندوستان کی دھرتی میں خصوصیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ اور ان کی خاص کوششوں سے ہندوؤں کے فرقوں میں سے آریہ شاخ کا پھوٹنا یا نکلنا اور رفتہ رفتہ اپنے خاص جوش اور مستعدی کی وجہ سے ترقی کرتے جانا اور نشو و نما پانا سوامی صاحب موصوف کی خاص کامیابی اور محنت کا ایک خاص ثمرہ یا کافی کفالت ہے گو باقی فرقے اہل ہنود کے سوامی صاحب کی آن تھک اور بار آور کوششوں کے معترف یا مشکور نہیں ہیں اور ان کی جدت طرازی یا مذہبی اجتہادات میں چند در چند نقص نکالتے ہیں لیکن ہمیں بحیثیت ایک غیر مذہب یا غیر قوم ہونے کے یہ کہنا ہی چاہیئے۔ کہ سوامی صاحب آن جہانی کی طبیعت میں ہندو قوم یا ہندو مذہب کی صلاحیت اور تنقید کے واسطے ایک خاص قسم کا جوش موجود تھا اور ان کی چند روزہ زندگی کا یہ ایک بڑا بھاری مشن تھا۔ کہ اون کی قوم موجودہ پستی اور توہمات کے گڑھے سے نکل کر ذرا اونچی سطح پر آجاوے اور یہ کہنا ہی پڑے گا کہ اونہیں اس مقصد یا اس عزم میں ایک حد تک کامیابی ہوئی۔

سوامی صاحب ممدوح نے صرف اپنے مذہب کا رد یا کھنڈن نہیں کیا دوسرے موجودہ یا قریب کے مذاہب پر بھی توجہ کی ہے۔ ہم اس بارہ میں سوامی صاحب پر کوئی الزام نہیں لگائیں گے کیونکہ جب تک سوامی صاحب ہندو مذہب کے پرستار تھے اون کا یہ فرض تھا کہ اس کی تائید کرتے اور دوسرے مذاہب سے مقابلہ کرکے دکھاتے۔

سوامی صاحب کے اردگرد غیر مذاہب میں سے تین مذاہب قابل بحث تھے

(الف) یہودی۔ (ب) مسیحی ۔ (ج) اسلام۔

سوامی صاحب کے واسطے ان ہر سہ مذاہب کا مقابلہ کرنے میں بیشک چند مشکلات سد راہ تھیں۔ سب سے زیادہ تر یہ کہ اونہیں عملی رنگ میں اون زبانوں سے قریباً محض ناواقفیت تھی۔ جن زبانوں میں ان ہر سہ مذاہب کی الہامی کتابیں پائی جاتی ہیں اور خاص کر یہ ہی ایک مشکل تھی کہ سوامی صاحب نے اس حالت میں ان مذاہب کا ریویو شروع کیا۔ جبکہ بعض قومی خصوصیتیں پیدا ہو چکی تھیں اور یہ بھی کہ یہ ہر سہ مذاہب اگرچہ نیچے آکر درجہ بدرجہ مختلف ہوتے گئے ہیں۔ لیکن اوپر جائیں تو یہ تینوں ایک سور جبہ میں ہوتے جاتے ہیں اور ان تینوں کی جڑیں ایک ہی تنہ سے ملتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ یہودی مذہب سے عیسائی مذہب کی بنیاد پڑی اور عیسائیت کے بعد اسلام کی باری آئی۔ تیرہویں باب ستیارتھ پرکاش میں مہرشی سوامی صاحب نے یہ اشارہ ہی کیا ہے کہ عیسائی مذہب کے کھنڈن میں یہودی مذہب کا کھنڈن بھی شامل ہے۔ عیسائی مذہب کے بعض مسائل کا کھنڈن سوامی صاحب نے گو کہ مذہب عیسائی کے سلسلہ میں کیا ہے۔ لیکن اگر صاحب موصوف کسی قدر اور وسعت نظری سے کام لیتے تو انہیں اخیر پر خود ہی کہنا پڑتا۔ کہ عیسائی مذہب کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں اون مسائل کا کھنڈن کرنا ایک ناخوش آئند تکرار ہے۔

سوامی صاحب نے شروع بحث باب ۱۳ اور باب ۱۴ میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ وہ عیسائیت اور اسلام کے متعلق جو کچھ لکھیں گے یا لکھ رہے ہیں محض دوستانہ یا مخلصانہ ہے لیکن ہمیں افسوس سے یہ کہنا پڑے گا۔ کہ سوامی صاحب یہ شرط پوری نہیں کرسکے کیونکہ جس رنگ میں سوامی صاحب نے دونوں مذاہب کے متعلق باب ۱۳ و ۱۴ میں بحث اُٹھائی ہے وہ ایک عامیانہ یا سوقیانہ رنگ ہے ایک ایسا مشہور شخص ایسے دلائل پیش کرنے کا عادی ہے اور ایسے الفاظ میں استدلال کرتا ہے کہ درحقیقت جو اس کی شان سے بعید ہے۔

اگر کتاب ستیارتھ پرکاش سوامی صاحب کے نام سے شائع نہ ہوتی۔ تو کوئی شخص بھی اس کے طرز بیان اور طرز استدلال سے یہ نہ کہہ سکتا کہ یہ کسی مشہور شخص کے قلم کا اندوختہ ہے اور نہ یہ کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ ایک ایسے مشہور متکلم کا کلام ہے اس قسم کا کم زور اور عامیانہ استدلال ایک نامور لیڈر کی وسعت نظری اور تحمل یا قوت استدلالیہ کی کمزوریوں پر ایک واضح برہان ہے۔

ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ترجمہ میں کہاں تک فروگذاشتیں ہوئی ہیں یا جن لوگوں نے بائبل اور قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ کرایا ہے ان کی دیانت کس مقدار کی تھی لیکن بادی النظر میں یہ کہنا ہی جاویگا۔ کہ :۔

مہذب اور عالمانہ رنگ میں استدلال نہیں کیا گیا ہے جو بردا[شت] اٹھائی گئی تھی۔ وہ باب ۱۳ و ۱۴ کے شروع ہی بلکہ پہلی ہی سطر سے رہ گئی ہے۔ شائد یہی حل تکن بنیاد تھی کہ جس کی وجہ سے سوامی صاحب کے بعد کام کرنے والی جماعت بھی درست طور پر داغ بیل نہ ڈال سکی۔ کیونکہ ان کے بعد دن بدن درشتی اور کرختی بڑھتی ہی گئی اور ایک متین سلسلہ کی بجائے ایک خوفناک اور اخلاق سوز سلسلہ شروع ہوتا گیا۔ کچھ ضرورت نہیں کہ ہم بالقابہ سوامی صاحب کی نیت پر حملہ کریں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ان کی طبیعت یا طرز استدلال کی افتاد ہی ایسی پڑی ہو لیکن پھر بھی یہ افسوس ہے کہ ان سے پچھلا رنگ بزبان حال یہ کہہ رہا ہے۔

ہمدم از گریۂ خونین دارم
وہ چہ از صحبت رنگین دارم

موجودہ طرز مباحثہ یا مجادلہ اور معارضہ نے ملک بھر میں جو کچھ اودہم مچا رکھا ہے اور جو کچھ ہڑبونگ مچ رہی ہے۔ وہ کہے دیتی ہے کہ :۔ ....

اگر سوامی صاحب اس وقت تک زندہ رہتے تو شائد موجودہ حالات سے اونہیں بھی اپنے خیالات اور طرز استدلال پر ریویو کرنے کی ضرورت ہوتی اور ان کی سمجھ میں ہی یہ آجاتا۔ کہ ہر قوم کے بزرگان مذہب یا مسلمات کی نسبت تکلیف دہ الفاظ میں بحث کرنا کہاں تک امن اور صداقت کے منافی ہے۔ ہم نے چاہا تھا کہ باب ۱۳ سے ہی ریویو شروع کریں۔ لیکن اُسے کسی اور وقت پر رکھ کر باب ۱۴ سے ہی ریویو کرتے ہیں۔ ہم یہ کوشش کریں گے۔ کہ سوامی صاحب بالقابہ کے کل ملفوظات پر ریویو کریں۔ تاکہ ناظرین یہ فیصلہ کرسکیں کہ سوامی صاحب کا طرز استدلال اور طریق مناظرہ کہاں تک محفوظ ہے۔

سوامی صاحب! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن کلام اللہ ہے لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا (یعنے قرآن کا) مصنف کوئی اور ہے۔ کیونکہ اگر قرآن کلام اللہ ہوتا تو بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے شروع واسطے ہدائت آدمیوں کے لکھا ہوتا۔

(یتین)۔

جب کوئی آدمی خواہ مخواہ بھی اعتراض کرنے کی دل میں ٹھان لیتا ہے۔ تو ایسی حالت میں ایک معمولی بات بھی اس کے خیال میں ردی اور مخدوش معلوم دیتی ہے اور ہر پہلو سے اس کے ناقص ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ قبل اس کے کہ سوامی صاحب بالقابہ بسم اللہ بسم اللہ کے مفہوم پر اعتراض کرتے ضروری تھا کہ یہ بھی طے کر لیتے۔ کہ مذہبی رنگ میں رشد وہدائت مخلوق کے واسطے کن کن صورتوں یا کن کن رنگوں میں ہدائت ہوتی ہے سب سے اول یہ دیکھنا ہے۔ کہ خدائے لایزال بحیثیت صانع یا خالق ہونے کے یہ منصب بھی رکھتا ہے یا نہیں کہ اپنے بندوں یا اپنی مخلوق کے واسطے کوئی قانون پیش کرے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خدا پر بحیثیت ایک صانع یا خالق ہونے کے لازمی یا ضروری نہیں ہے۔ کہ اس کی جانب سے مخلوق پر کسی ضابطہ یا خاص قانون کے ذریعہ سے

تبلیغ کی جائے یا کوئی قانون دیا جاوے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک کوئی مذہب ہی یا کسی مذہب کا قانون بھی خواہ کسی رنگ میں ہی ہو۔ قابل تمیس یا صحیح نہیں ہو سکتا۔ خدا یا قدرت نے جو کچھ عقل و دانش یا فراست انسان کے حصہ میں ودیعت کر رکھی ہے۔ ہر حالت میں وہی کافی ہے اور وہی ایک صحیح قانون اور ایک صحیح مجموعہ ہدایت ہے۔ ہر شخص کے ضمیر میں یا لوح ضمیر پر اس مجموعہ یا اس صحیفہ کے احکام ایک وضاحت کے ساتھ کندہ ہیں اور ہر شخص خود اپنے ہی ضمیر سے سوال کر سکتا ہے اور تسلی پا سکتا ہے۔

نہ وید کی ضرورت ہے اور نہ بائبل اور قرآن کی۔ ہر ضمیر وید بائبل۔ قرآن کا درجہ رکھتا ہے۔ اس فرقہ کے ساتھ تو زیر بحث رنگ میں کوئی گفتگو ہی نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ رنگ موجودہ بحث سے ایک فاصلہ پر ہے۔

دوسرے گروہ کے یہ خیالات ہیں کہ صانع یا خالق کی جانب سے مخلوق کے واسطے ایک بالائی قانون کا دیا جانا بھی ضروری ہے غالباً سوامی صاحب اور ان کے پیروکاران ایک حد تک اس گروہ سے باہر نہیں ہوں گے یا باہر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ سوامی صاحب اپنے عقائد کی تشریح میں کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ و مترجمہ سال سمت ۱۹۵۲ کے صفحہ ۱۷۷ پر رقمطراز ہیں۔

(الف) کہ جس کے نام برہم پرم آتما وغیرہ ہیں جو سچد انند (عین الحق علیم۔ راحت کل) وغیرہ اوصاف والا ہے۔ جس کے صفات افعال۔ اور خواص پاک ہیں۔ جو ہمہ دان بے شکل حاضر و ناظر تولید سے پاک۔ لا انتہا۔ قادر مطلق۔ رحیم۔ عادل۔ سب کا خالق قیوم اور فنا کرنے والا ہے۔

(ب) جو سب جانداروں کو ان کے افعال کے مطابق انصاف کے رو سے بدلا دینے والا ہے۔

(ج) چاروں ویدوں کے سنتا سنتر بھاگ کو (جو علم اور دھرم کا مخزن اور کلام الٰہی ہیں) منزہ من الخطا اور مستند مانتا ہوں وہ خود ستونہ پرمان (سب کے لئے) سند ہیں ان کی سند کے لئے کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں۔

(د) ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ لے انسانوں میں ایشور سب سے پہلے موجود سارے جہان کا مالک ہوں میں ابدی دنیا کا سبب اولے اور سب دھنوں کا فتح اور بخشش کرنیوالا ہوں۔ مجھ ہی کو سب جیو اس طرح پکارتے ہیں کہ جس طرح باپ کو بچے پکارتے ہیں۔ میں آسائش دینے کی غرض سے جہان کی پرورش کے لئے کئی کئی اقسام کے طعام تقسیم کرتا ہوں۔

(۲) میں بڑے جلال والا سورج کی مانند سب دنیا کا روشن کرنے والا ہوں۔ کبھی مغلوب نہیں ہوتا اور کبھی مرتا ہوں۔ میں ہی اس دنیا کا جو ایک قسم کی دولت ہے بنانے والا ہوں۔ سارے جہان کا خالق مجھے ہی جانو۔

(۳) اے جیو وحصول اقبال کی کوشش میں لگ کر تم لوگ علم وغیرہ کی دولت مجھ سے مانگو اور میری رفاقت سے تم لوگ کبھی علیحدہ نہ ہو جاؤ۔ لے انسانوں میں ایسے آدمی کو جو سچ بولتا ہے اور اسی طرح میری حمد کرتا ہے۔ ابدی علم حقیقی کی دولت سے مالا مال کرتا ہوں۔ میں برہم یعنے وید کا ظاہر کرنے والا ہوں۔ اور وید میرا پورا پورا بیان کرتا ہے اس کے ذریعہ میں سب کا علم بڑھاتا ہوں۔ میں نیک آدمی کو نیکی کی طرف راغب کرتا ہوں۔ یگیہ کرنے والے کو یگیہ کا ثمرہ دیتا ہوں اور جو کچھ اس کائنات میں ہے اس سب کا بنانے اور سہارا دینے والا ہوں۔

له - جب پرمیشور یا ایشور سب سے پہلے موجود تھا اور اس ابدی دنیا کا سبب اولے ہے تو پھر یہ کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی اور مواد بھی انادی ہیں سب سے پہلے اور سبب اولے ہونا اور تمام وجودوں یا تمام ہستیوں کی نفی کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ مادہ بھی اس طرح سے پہلے تھا۔ تو پھر خود ایشور جو اپنی قدرت سے اس کا ادعا کرتا ہے اور خود کو ہی سبب اولے اور سب سے اول بتلاتا ہے۔ تو اس کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔ یہ سوال کیا جاویگا کہ ایشور مادہ سے اول تھا یا اس کا ہمعصر اگر یہ کہا جاوے کہ ایشور کی ہستی مادہ سے اول تھی۔ تو پھر کوئی بحث اور جھگڑا ہی نہ رہا اور اگر یہ کہا جاوے۔ کہ مادہ اور ایشور یا روح تینوں ہمعصر ہیں تو یہ سوال ہوگا کہ ان کی ہمعصری کس دلیل سے ثابت ہے کیا اس سے کہ ہم ایسا ہی دیکھتے یا اپنے سنتے ہیں یا ہمیں ایسی ہی خبر دی گئی ہے۔ اگر یہی دلیل ہے تو یہ کوئی مسکت دلیل نہیں ہے کیونکہ ہم ساتھ ہی اس کے یہ بھی پاتے ہیں کہ ان تینوں انادیوں میں سے ایک انادی یعنے ایشور باقی کے انادیوں پر غالب اور فائق ہے۔ وہ تمام وید میں اپنی ذات ہی کا اعلان کرتا ہے اور یہ کہتا ہے۔ کہ میں سب سے اول ہوں اور سبب اولے۔ پھر یہ سوال ہوگا کہ:۔

باقی کے دو انادیوں کو زمانی انادیت حاصل ہے۔ یا صفتی یا دونوں اگر زمانی انادیت حاصل ہے تو کیا وجہ ہے۔ کہ تیسری شق یعنے خدا یا ایشور کو تو اپنی انادیت کا علم ہے اور وہ اس کا زمانہ بتلاتا ہے اور دوسرے دو انادی کچھ کہتے ہی نہیں۔ روح یا آتما نے یہ کبھی اعلان نہیں کیا ہے کہ میں بھی خدا یا ایشور کا ہمعصر ہوں اور اگر صفتی انادیت ہے تو اس میں بھی باقی کی دو شقیں خدائی شق سے مغلوب ہیں اور اگر یہ کہا جاوے۔ کہ سبب اولے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ دیگر مواد انادی سے ترکیب کا سبب اولے واقعہ ہوا ہے

بقیہ حاشیہ۔ تو اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ایک انادی کی ذات دوسرے دو انادیوں سے کسی نہ کسی رنگ میں غالب اور فائق ہے یا تو محض ذات میں فائق اور غالب ہوگی اور یا صفات میں۔ دونوں صورتوں میں باقی کے دو انادی ایشور سے دوسرے درجہ پر ہوں گے اور ان کا دوسرے درجہ پر ہونا ان کی ہمسری یا ہمعصری اور انادیت بمقابل انادیت ایشور کی مساوات نہ رکھے گی اور عدم مساوات مستلزم اس کی ہوگی کہ خدا بوجوہ ان پر فائق اور ان سے اوّل ہے اور وہی ان کا سبب ہی ہے۔ یا یہ کہ وہی سبب اولے ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ ایشور نے جہان خود کو سبب اولے اور سب سے اول کہا ہے وہاں یہ بھی کہا ہے کہ میں ابدی دنیا کا سبب اولے ہوں۔

اس سے یہ ثابت ہے کہ دنیا کے اور مواد اس کی طرح ابدی ہیں۔ میری رائے میں اول تو اس امر کے ماننے سے وید شریف کے اطلاقات میں تضاد کا نقص ماننا پڑے گا کیونکہ ایک طرف تو ایشور خود کو سب سے اول منواتا ہے اور دوسری طرف مواد کی ابدیت بھی تسلیم کراتا ہے۔ جب دوسری دنیا کی ابدیت بھی ثابت ہے تو پھر ایشور کی اوّلیت کہاں رہی اور دوسرے یہ کہ ابدی دنیا سے یہ مراد نہیں۔ کہ اس کی ابدیت ایشور کی اوّلیت سے ٹکر کھاتی ہے بلکہ یہ کہ چونکہ ایشور ابدی ہے اس واسطے اس کی دنیا بھی باعتبار اس کی ابدیت کے ابدی ہے۔ جیسے کہ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ چونکہ اس سرشٹی یا اس دنیا کا صانع حکیم ہے اس واسطے یہ سرشٹی اور یہ دنیا بھی ایک حکمت ہے۔

دراصل ایشور کے مقابلہ میں اور مواد کو جو انادی تسلیم کرایا یا کیا جاتا ہے وہ صرف اس خدشہ کی وجہ سے ہے کہ یہ اصول نہ ملنے کی صورت میں اس امر کا اقراری ہونا پڑتا ہے۔ کہ خدا نے نیست سے ہست کیا ہے اور یہ درست نہیں کیونکہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتا ہے ہم بادب دریافت کریں گے کہ:۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۸-
اگر پرماتما پیدائش کے رشیوں آغاز میں اون کو وید و ودیا نہ پڑھاتا اور وہ اوروں کو نہ پڑھاتے تو سب لوگ جاہل ہی رہ جاتے۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۹
پرمیشور پیدائش کے شروع میں اگنی وغیرہ پیدا شدہ رشیوں کا گورو یعنے پڑھانے والا ہے۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۹
جو کوئی رشیوں کو منتروں کا بنانے والا بتلا دے اس کو دروغگو سمجھنا چاہیئے۔ رشی تو صرف منتروں کے معنے ظاہر کرنے والے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۰
وید پرمیشور کے بتائے ہوئے ہیں۔

بقیہ حاشیہ۔ ہم مان لیتے ہیں کہ جو کچھ اس وقت پایا جاتا ہے وہ سب ہست سے وجود پذیر ہوا ہے۔ نیست سے ہستی نہیں۔ لیکن ہم دریافت کرینگے۔ کہ جن جن اشکال میں اس وقت موجودات پائی جاتی ہے۔ وہ شکلیں یا وہ ہستیں قبل از وجود پذیر ہونے کے موجود تھیں۔ یا نہیں۔ اگر موجود تھیں تو ایشور نے اون میں کیا کچھ تصرف کیا ہے۔ اور اگر موجودہ باتیں اشکال و ترکیب نہیں تھیں۔ تو آیا یہ شکلیں اتفاقی وجود پذیر ہو گئی ہیں یا ایشور نے خود انہیں ترکیب دیا ہے۔ اگر محض اتفاقی ہیں تو کسی اور بحث کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اور اگر انہیں خود ایشور نے وجود بخشا ہے۔ تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا کسی وجود اول کی نقل اتاری گئی ہے۔ اور خود ساخت اور خود ایجادی اشکال ہیں۔ پہلی صورت آپ مانتے ہیں اور دوسری صورت وہی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب ایسی شکلیں موجود ہی نہ تھیں۔ تو ذہن ایشور کیونکر ان مخترعات کی جانب رجوع ہوا۔ اور کس طرح ایک نابود شکل وجود میں لائی جا سکتی ہے بے شک مادہ موجود تھا۔ مگر شکل تو موجود نہ تھی۔ یہ نقشہ شکل تو نیست تھا ہست کیونکر ہو گیا۔ جو شکل مادہ کی ہست ہونے میں عائد ہوتی ہے۔ وہ اس میں بھی عائد ہوتی ہے۔ فتدبر

پتہ نامعلوم | ایک صاحب میاں احمد دین نام نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک خط لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے ایک بڑا دعوے کیا ہے۔ ان کی تحریر پر کچھ غور کیا جاتا۔ مگر خط میں کچھ پتہ وغیرہ نہیں۔ جس سے معلوم ہو کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔

ناظرین ریویو سے مؤدبانہ اپیل

پیارو - دین اسلام کے خادمو! پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے جان نثارو! تمہاری خدمت میں آج مجھے یہ چند باتیں محض درخواست کے طور پر لکھی عرض کرنے کی جرأت اس لئے ہوئی ہے کہ مجھ سے یہ سنکر نہ رہا گیا کہ ریویو کی ...... قدر ایسے پرآشوب زمانہ میں نہیں کی گئی چاروں طرف سے مخالفین اسلام نہ صرف اسلام پر حملہ آور ہو گئے بلکہ ایک مردہ سے مردہ بلکہ زمین کے اندر دفن ہوئی قوم آج اٹھ کر اپنی یکجہتی کی طرف متوجہ ہو گئی ہے اور اسلامی اصولوں سے کام لے کر اپنے افراد کے بڑھانے میں لگ گئی ہے مگر آپ ہیں کہ ابھی خانہ جنگیوں میں ہی مبتلا ہیں اور اس کا نتیجہ جو آپ کو سننے میں آتا ہے یہ ہے کہ چاروں کونٹ میں شدھی کا آوازہ بلند ہو رہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ مدعیان اسلام نے اپنے دین پاک کی اشاعت نہ کی۔ اور اگر کوئی اشاعت کا جھنڈا لے کر میدان میں آیا تو اپنی دنیاوی وجاہت کو زیر نظر رکھ کر اس کے ساتھ نہ ہوئے آپ نہیں دیکھتے کہ یہ بے نظیر رسالہ انگلش کس قدر خدمت کر رہا ہے کیسے محققانہ جوابات ان نامی گرامی معترضوں کی تحریروں کے مقابل میں انگریزی اور اردو میں شائع کر کے دے رہا ہے۔ میور کے تصنیفات جو عیسائی دنیا میں مقبول عام ہونے کے علاوہ قابل وثوق مانی جاتی تھی۔ آج اس کم قیمت رسالہ کے ہاتھوں اس کی وہ قلعی کھولی جا رہی ہے۔ کہ باید وشاید۔ بلاد یورپ میں بھی ایک یہی واحد رسالہ ہے۔ جو دین اسلام کی حقانیت کے نقارے چھوڑ رہا ہے۔ اور بڑے بڑے فلاسفروں کو عیسائیت سے روگردانی کرانا تو اسی کا نتیجہ ثابت ہوا ہے۔ عیسیٰ پرست دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا سکہ بٹھانا تو اسی کا فعل ہے۔ پھر اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے نام پر قربان ہو جانے والی زندہ قوم اس عظیم الشان کام کرنے والے کی امداد کیوں نہیں جان و دل بیچ کر کرتے۔ اے جہاد کے خواہش کرنے والو یہی جہاد ہے اپنے اموال سے اس عظیم الشان مقصد اسلام کے پیچھے لگ جاؤ۔ یورپ سے صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہ عیسائی مذہب نیچر کے برخلاف ہے ایک انسان کو خدا ماننے والے فی صدی دست بردار ہو رہے ہیں وقت ہو اور میدان تمہارے لئے ہے اس زندہ اسلام کی خدمت اس وقت خوب کام دیگی اس رسالہ کی امداد جہاں تک ممکن ہو سکے کرو۔ کہ تمہارا دین سب پر غالب ہو جاوے ہر ایک جو اس کو اس وقت پڑھ رہا ہے اس پر فرض ہے۔ کہ اس کی اشاعت میں علاوہ امداد کے کم سے کم دو خریدار ایسے پیدا کرے جو اسلام کی ترقی کے سچے خواہاں ہوں۔ انگریزی اشاعت میں کافی امداد دو۔ اس رسالہ کے سرپرستان نے (خدا انہیں جلد کامیاب کرے) اس کے علاوہ ٹریکٹ چھپوا کر انگریزی ممالک میں جا بجا تقسیم کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے جو تمہاری امداد کا محتاج ہے اسی مشن نے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ کر کے انگریزی دان ملکوں میں پھیلانے کا قصد عظیم کیا ہے۔ حصہ لو۔ اس وقت تمہارے لئے موقعہ ہے۔ خدا یہ کام کروا کر چھوڑیگا۔ مگر اس وقت جو کچھ بھی امداد کرو گے اس کا اجر مابعد کے ہزاروں سے بڑھ کر ہو گا۔ اپنی شہر کے مسلمان کمیٹی میں اس رسالہ کی اشاعت کی تحریک کر کے اپنے دوستوں کے ہاتھوں میں اسے پہنچاؤ۔ غیر مسلم قوموں میں اخبار قومی میں ایک گروہ بانی کی قیمت گیارہ ہزار تک پہنچائی ہوئی ہیں تم خود دیکھیں یہ سبب کیوں ہوتا ہے۔ یہی اپنی قوم کی عزت انہیں مجبور کرتی ہے کیا آپ جیسی اولوالعزم قوم سے ریویو کی اشاعت جو خالص اسلامی خدمت کر رہا ہے۔ دو ہزار سے چار ہزار اور پھر دس ہزار نہیں کی جا سکتی۔ غلط ہے کہ نہیں ہو سکتی صرف ذراسی توجہ درکار ہے۔

لوکل انجمنیں۔ ذی رتبہ اصحاب۔ گریجوایٹ احباب بالخصوص توجہ فرماویں۔ اور طلبا رسے کر اعلیٰ سوسائٹی والوں تک اس قوم کے خادم کی عرضداشت کو پہنچا دیں اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔ آمین۔

اسلام کا خادم۔ سید محمد شاہنواز عفی اللہ عنہ

انجمن احمدیہ فیروزپور

رپورٹ منسلکہ ہذا کو اپنے اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرمادیں اس کا طبع ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے

کیونکہ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت فیروزپور کا ہر ایک ممبر خدمت دین کی بجاآوری اور سلسلہ کے کاروبار میں قابل رشک نمونہ ہے اور علاوہ اپنے شہر میں سلسلہ کے تشہیر کرنے کے مضافات میں بھی اشاعت سلسلہ حقہ کے لئے کیسے جوش رکھتے ہیں اس رپورٹ میں بعض فقرات ایسے ہیں کہ جن سے اخلاق پر اچھا اثر پڑتا ہے اور حضرت مسیح موعود مرحوم و مغفور کی تعلیم کا اثر ظاہر ہے کہ کیسے غیب در غیب خدا پر ایمان ہے۔ اور بعض فقرات ایسے ہیں جن سے سلسلہ کی خدمات اور تبلیغ اسلام میں تحریص پیدا ہوتی ہے۔ جماعت فیروزپور نے بہت تھوڑے عرصہ میں ایک قابل قدر ترقی دکھائی ہے۔ الحمد للہ۔ اللّٰھم زد فزد۔ بعد اس چٹھی کے رپورٹ معائنہ طبع فرمادیں۔ محمد علی سکرٹری ۳۔ دسمبر ۱۹۰۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رپورٹ ناظر متعلق سب انجمن زیرہ

جب سے انجمن ضلع فیروزپور کی ماتحت زیرہ میں حصہ ضلع انجمن قائم کی گئی کوئی پڑتال وغیرہ محاسب انجمن حصہ ضلع زیرہ نہیں کی گئی اس لئے نیاز مند ۵ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو زیرہ پہونچا اور ۱۷ کو میاں علی شیر صاحب سکرٹری کی معرفت انجمن کے حسابات وغیرہ کی پڑتال کی گئی۔ چونکہ میاں علی شیر صاحب بوجہ نیم خواندہ ہونے کے اچھی طرح سے لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے اس لئے حسابات کو باضابطہ نہیں رکھا تھا ایک ہی رجسٹر میں ممبران کے نام اور چندہ وغیرہ درج کرکے اس میں ایک طرف وصول کرنے کے اندراج ماہواری پایا گیا۔ ماہواری حساب اور بقایا اور ادائیگی وغیرہ کے سب ضابطہ اندراج نہیں تھے اور نہ رسید بک کوئی رکھی گئی ہے اس لئے بہ نظر مناسب بمشورہ احباب جناب شیخ محمد صادق صاحب کو ناظر مقرر کرکے حسابات اور رجسٹر باضابطہ رکھنے کی درخواست کی گئی۔ رجسٹر کے نمونہ جات بھیج کر دئے گئے اور رسید بک مطبوعہ کم از کم دو جلد ہاں بھجوانے کی خاطر انجمن میں درخواست کرتا ہوں۔ رجسٹر چندہ کے مختلف چندوں کی تقسیم بھی کر دی گئی ہے اور اغراض مقامی کے نصف محفوظ چندہ کے متعلق سمجھایا گیا کہ نصف محفوظ ہمراہ دیگر رقم چندہ کے ضلع میں بھیجا جایا کرے اور نصف انجمن کی ضروریات مقامی کے خرچ کے لئے رکھ لیا جایا کرے منی آرڈر کا کمیشن اغراض مقامی سے نہ لیا جایا کرے بلکہ بڑی رقم والی مدوں سے حساب کرکے وضع کیا جانا چاہیئے چندہ کی مندرجہ ذیل رقومات انجمن ضلع کو بھیجی جانی پائی گئیں۔ ۲۳ فروری ۱۹۰۹ء لعہ ۔ ۵ مارچ ۱۹۰۹ء عہ جلسہ سالانہ ۸ اپریل عہ ۱۳ اگست عہ

دستخط جعفر علی سکرٹری۔

اس وقت ۲۶ ممبران رجسٹر میں درج پائے گئے اور چندہ ماہواری عہ جنہیں سے عہ روپے کی کثیر رقم میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر کی اور پھر شیخ محمد صادق صاحب سب انسپکٹر کی ہو پائے باقی صرف ۱۴ ممبروں میں سے وصول ہوتا ہے جس سے ان غریبوں کی کم بضاعتی کا پتہ لگتا ہے اللہ تعالیٰ کا خاص شکر ہے کہ ان سب کے دل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی لاتعداد ضروریات کی قدر تو ضرور ہے انہیں قریباً سب کے سب مزدوری پیشہ لوگ ہیں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں روز افزوں ایمانی درجات عطا فرماوے۔ اور دین کی خدمات کا زیادہ حصہ لینے کے قابل بنادے۔ آمین۔ زمین نے غلہ وغیرہ دینے کی نسبت معلوم کیا۔ تو ظاہر کیا گیا کہ اس میں فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ زمیندار مستقل کوئی نہیں ہے صرف چندہ ہی دینا چاہتے ہیں جو ماہواری مذکورہ بالا کے باضابطہ وصول ہو کر روانہ ہوتا رہا ہے اس میں میاں علی شیر صاحب سکرٹری کی خدمات قابل قدر ہیں میاں صاحب موصوف کو اس سلسلہ سے خاص انس اور محبت ہے خدا تعالیٰ انہیں اور ترقی دیوے اس غریب جماعت کے خلوص کا اس سے پتہ لگتا ہے کہ ایک مسجد پرانی خام ہندوؤں کے محلہ میں تھی وہ ان کی کوششوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے اثر سے سال رواں میں بذریعہ چندہ احمدی احباب و غیر احمدی احباب کے خاص پختہ بن گئی ہے اس مسجد کی طیاری میں جو محنت اور کوشش اس احمدی جماعت نے کی ہے قابل تقلید ہے الا جناب میاں غلام رسول صاحب تمیم احمدی قائمقام انسپکٹر و سب انسپکٹر انچارج زیرہ کے اخلاص اور تقوےٰ کا ثبوت بھی چلتا ہے۔ خداوند کریم رحیم نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارادہ کی تکمیل کو اس جوان مرد صالح کے ہاتھوں سے پایہ تکمیل کو پہونچایا۔ اسے بار الٰہا۔ تو اس صالح اور متقی مرد کے مدارج دینی و دنیوی میں ترقی فرمانا۔ ان کا دم غنیمت ہے اس کار خیر میں شیخ محمد صادق صاحب کی محنت بھی قابل تحسین ہے خدا تعالیٰ اس ہوشیار نوجوان احمدی کے ساتھ ہو۔ آمین ثم آمین۔

حاجی الٰہی بخش صاحب احمدی جو اس انجمن کے پریزیڈنٹ ہیں بڑے مخلص اور متقی بزرگ ہیں خدا تعالیٰ انہیں سلامت رکھے آمین۔ میاں علی شیر صاحب سکرٹری کی دیانتداری کا ایک عجیب قصہ میرے سننے میں آیا ہے جس کا ذکر مجھے اس جگہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ایک نادار مزدور صرف احمدی ہونے کی وجہ سے کس قدر امین ہے یہ جوانمرد صالح احمدی کسی غیر احمدی کے مکان میں بحالت مزدوری مٹی نکالتے نکالتے ایک کافی رقم (مجھے اس وقت یاد نہیں رہی) مٹی کے نیچے مدفون پاکر مالک مکان کے پیش کر دیتا ہے۔ حالانکہ بوقت برآمدگی مال کوئی شخص اس کے پاس نہ تھا۔ صرف ہی ایک اکیلا تھا اور وہ مالک اس کی ایمانداری سے خوش ہو کر اُسے کچھ بطور انعام دینا چاہتا ہے مگر وہ نہیں لیتا ہے۔ سبحان اللہ! جزاک اللہ۔ یہ نمونہ ہے اس پاک انسان کی تعلیم کا۔ جس نے مردہ اسلام کو زندہ کیا۔ ہزاروں برکتیں اور رحمتیں بھیجیں اوس مقدس انسان پر۔ میاں روشن دین صاحب پورنیہ حصہ دار علی پور کر جو تھوڑا عرصہ ہوا احمدی ہوئے ہیں۔ زیرہ کی انجمن کا باضابطہ نمبر درج کیا گیا اور چندہ ممبری ۳ روپے پانچ آنے چار پائی (سالانہ للعہ) مقرر کیا گیا اور میاں ابراہیم کنسٹبل پولیس جو ابھی احمدی ہوئے ہیں اخیر میں ممبر درج کرکے عہ چندہ ماہواری درج کیا گیا اس تحصیل میں تھانہ دھرم کوٹ کے علاقہ میں بموضع تصدیوالہ دو احمدی مسلمان چودہری خدابخش و جمال الدین معلوم ہوتے ہیں۔ سکرٹری صاحب کو ہدایت ہوئی کہ خود جاکر تحریک کریں اور انہیں انجمن میں شامل کرکے چندہ درج کریں موضع سکھانند علاقہ ناگہ پورانہ میں دو احمدی مسلمان جان محمد اور دیرو بھی ہیں سکرٹری صاحب انجمن ضلع کو چاہیئے کہ خط و کتابت کرکے انہیں زیرہ کی انجمن کے ساتھ شامل کر دیویں۔

اجلاس

افسوس ہے کہ انعقاد انجمن سے اب تک کوئی اجلاس اس انجمن کا نہیں ہوا۔ اب چاہیئے۔ کہ مہینے میں ایک دفعہ ضرور تمام ممبران اکٹھے ہو کر چندہ اور دیگر معاملات انجمن پر غور کیا کریں اور اسے روز افزوں ترقی دینے کی تدابیر سوچا کریں۔ میاں عمر الدین صاحب جو ۱۷ اکتوبر کو احمدی ہوئے ہیں۔ خواندہ معلوم ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ انجمن کے معاملات میں دلچسپی لیا کریں۔ اخیر میں میں شیخ محمد صادق صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ جب تک خاص دلچسپی انجمن کے معاملات میں نہ لیں گے۔ باضابطگی کا رنگ نہیں چڑھے گا۔

دستخط منشی سید محمد شاہ نواز صاحب ناظر انجمن احمدیہ فیروزپور۔ مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

نماز جنازہ اہلیہ اکمل صاحب اپنی والدہ مرحومہ کیواسطے احباب سے دعائے جنازہ غائبانہ کی درخواست کرتی ہیں۔

قاضی اکمل صاحب پندرہ بیس روز کی رخصت حاصل کرکر اپنے وطن گمٹ کے گئے ہوئے ہیں۔ اون کے دوستوں کو اطلاع ہو۔

اعلان ہے

لنگی پشاوری ۴ کلاہ، وپٹی کشمیری لوئی و عینک پیبل و کرسٹل جس بھائی کو ضرورت ہو بارعایت ایک آنہ فی روپیہ کمیشن پر مجھ سے طلب کرے فائدہ رہیگا انشاء اللہ۔ شیخ غلام نبی سیٹھی بزاز احمدی بازار کلان راولپنڈی۔
وی پی یا پیشگی قیمت شرط ہے۔

کشتہ

جریان۔ مقوی باہ۔ نزلہ۔ زکام۔ درد کمر۔ کثرت احتلام
ان امراض کیلئے ازحد مفید۔ بلکہ اکسیر ثابت ہوا ہے خدا کے فضل سے آئندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔ جریان کی شناخت۔ پیشاب کے پہلے یا پیچھے رطوبت کا نکلنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردوں کی مانند۔ بلکہ زندہ درگور کر دیتی ہے اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ مالیخولیا۔ نسیان۔ کمی خون۔ دل کا دھڑکنا۔ ضعف دماغ۔ بینائی کا کم ہونا۔ ناامیدی۔ بےخوابی۔ غمگینی۔ خوف وغیرہ
نزلہ۔ کسی رطوبت کا گلے یا معدہ پر یا پھیپھڑے پر گرنا۔ زکام۔ ناک سے کسی رطوبت کا نکلنا۔ ان سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ ہیں۔ مرگی۔ سل نمونیا۔ ذات الجنب۔ فالج۔ جوڑوں کا درد۔ آنکھ۔ کان۔ دانت کی بیماریاں
ہم نے ایک کشتہ بڑی محنت اور کوشش سے تیار کیا ہے جس میں کوئی زہریلے ملاوٹ نہیں۔ انشاء اللہ بہت مفید بابرکت ہوگا جو صاحب چاہئیں ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ محنت اور فوائد کے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھا سکے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ محصول بذمہ خریدار۔
عبدالرحمان کاغانی احمدی شفاخانہ حکیم نورالدین قادیان ضلع گورداسپور

مصدقہ حضرت خلیفۃ المسیح

شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب کا مجربہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور آجکل کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں کہ عام طور پر لوگ آنکھوں کی بیماریوں میں مبتلا ہیں نوجوانوں کو دیکھو وہ بھی عینک لگائے پھرتے ہیں اور ضعف نظر کی عام شکایت ہے اس لئے میں نے بڑی محنت سے اصلی ممیرا جو امراض چشم کے لئے مسلم مفید چیز ہے حاصل کیا ہے۔ اس کے اصل ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصدیق فرمائی ہے حضرت مسیح موعود کا خاندان طبی لحاظ سے بھی ایک ممتاز خاندان ہے اور اس پہلو سے بھی آپ کی تصدیق بےنظیر ہے اور علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ اصلی ممیرا ہے۔ ممیرا حاصل کرنے کے بعد میں نے حضرت مولویصاحب کے مجرب اور ہزارہا مریضان چشم پر آزمائے ہوئے سرمہ کے نسخے کو آپ کی ہدایت کے موافق ترکیب دے کر طیار کئے ہیں اور اب فائدہ عام کے لئے مشتہر کرتا ہوں۔ چونکہ یہ تین مختلف نسخے ہیں اس لئے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے۔

قیمت سرمہ اول ۶ع۔ قسم دوم ۸عہ۔ قسم سوم عـہ
قیمت ممیرا قسم اول عـلـہ۔ قسم دوم ۶ہ۔
المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

ایک تسلی بخش ذریعہ

یہ بات مشہور ہے اور سب لوگ جانتے ہیں کہ پنجاب و ہندوستان میں گوجرانوالہ ہی ایک ایسا شہر ہے کہ جہاں اعلیٰ درجہ کی آہنی الماریاں۔ صندوقوں اور صندوقچیوں کے بہت سے کارخانہ ہیں اگر میں خود نہ تو لوہار ہوں اور نہ یہ کام اپنے ہاتھوں سے کر سکتا ہوں لیکن ایک کارخانہ کے ساتھ سالہا سال سے خاص تعلق ہونے کے باعث مجھے اس کے بہت سے نیک و بد ہونے سے اطلاع ہے ماسوا اس کے مالک کارخانہ ہی اچھا آدمی ہے اس لئے میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی بھائی کو آہنی الماری یا آہنی صندوق وغیرہ کی ضرورت ہو تو دل کی تسلی سے میری معرفت مال مطلوبہ منگا یا کریں انشاء اللہ تعالیٰ حسب خاطر مال روانہ کیا جاویگا۔ نیز واضح ہو کہ اگر کسی بھائی کو پہلے بطور نمونہ و تخمینہ الماریوں کے نرخ سے واقفیت حاصل کرنی ہو تو کارڈ کے آنے پر ہم فہرست کارخانہ بھیج دینگے۔

علاوہ ازیں میں اپنی نگرانی میں صابن کا ایک چھوٹا سا کارخانہ کھولا ہے جس میں دیسی و انگریزی صابون عمدہ عمدہ قسم کے تیار ہوتے ہیں جو صاحب صابون کی تجارت کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مجھ سے خط و کتابت کر کے تصفیہ کر کے فائدہ اٹھاویں۔

المشتہر

حکیم محمد دین۔ دروازہ دلیہ سنگھ۔ گوجرانوالہ

پانچ پیسے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ پیسہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں۔ جس شخص ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہو وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۳۸۸ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت ذوق دہلوی کے کہ وہ شخص بہت بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بےنظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں بجلی کی مانند کر کے ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی ہٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان۔ انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ اور میڈیکل کالج کے لکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود اتنا زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۳۸۸ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل یا تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دودوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھا کر نشہ دیتا ہے چہرے میں رونق و آمادی حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بیرونقی۔ سفید جہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (۸ ؏) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے وہ ہمارا روغن عافیہ مستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ دور کر کے معزولہ طاقت بحال کر دیتا ہے۔ اور رگے گندے مریض نامردی کو پورا مرد بناتا ہے اور پھر عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔ قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (۴ ؏)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام۔ لاہور سے طلب کریں +

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کے فرماتے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ گیارہواں

سورۂ یونس

مورخہ ۱۰ - نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۹ و رکوع ۱۰)

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

وتفصیل الکتاب ۔ بائبل میں بہت سے مسئلے ہیں۔ مگر بغیر دلیل اور مختصر۔ چنانچہ عیسےٰ علیہ السلام سے ایک گروہ یہود نے (جو منکر قیامت ہیں اور فریسی کہلاتے ہیں) کسی نے قیامت کی نسبت سوال کیا تو اونہوں نے جواب دیا۔ کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ میں ابراہیم اور اسحٰق کا خدا ہوں۔ پس اگر وہ جیتے نہیں تو خدا ہوں کیسے ٹھہرا۔ مگر اب قرآن شریف کو دیکھو۔ کہ اس نے قیامت و حشر کے دلائل اور حالات کس تفصیل سے دئے ہیں۔ ایسا ہی جناب الٰہی کی ذات کے متعلق توراۃ میں اختصار ہے اور خدا کے مجسم ہونے کی نسبت کچھ اس قسم کا بیان ہے۔ کہ اس کی غلط فہمی سے مسیح کو خدا بنا دیا ہے مگر خدا نے قرآن شریف میں اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے ان دو ثبوتوں کو پیش کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ اس سے لاریب فیہ من رب العالمین ہونے کا ثبوت ملتا ہے ۔ مگر ایک اور ثبوت لو۔ وہ یہ کہ قل فاتوا بسورۃ مثلہ ۔ اس کی مثل ایک سورۃ تو بنالو۔ اگر ایک شخص واحد کوئی کلام بنا سکتا ہے۔ تو کئی شخصوں کی مجموعی قوت ضرور بنا سکتی ہے۔ جب ایسا نہیں کر سکتے۔ تو صاف ثابت ہوا۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔

ولنعم ما قیل۔ ؎ بنا سکتا نہیں ہرگز بشر اک پاؤں کیڑے کا۔
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہو۔

کیف کان عاقبۃ الظالمین۔ ایک اور بات فرماتا ہے۔ کہ انجام دیکھو۔ موسیٰ و فرعون کے واقعہ کو یاد کرو۔ دونوں شہر سے نکلے مگر مظفر و منصور کون ہوا اور ہلاک کون ہوا۔

وان کذبوک ۔ باوجود ان حجج باہرہ کے پھر بھی جھٹلائیں۔ تو اور ثبوت لو وہ یہ کہ تم بھی اپنا کام کر رہے ہو اور میں بھی۔ دیکھیں کہ خدا تعالےٰ کس کا حامی ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کی قولی شہادت کے علاوہ فعلی شہادت کس کے حق میں ہوتی ہے۔

میں نے اپنے نزدیک ایک معیار رکھا ہے۔ جو اس آیت سے نکلتا ہے بہت ہی نحل الطبع ہو کر خیرات و صدقہ و استغفار کر کے بالاستقلال دعا مانگے تو کبھی دہوکے میں نہیں رہتا۔ میں نے بارہا اس اصل سے مدد لی ہے۔ یعنے ان شرائط سے دُعا کرتا ہوں۔ دینیات کے محکمہ کا افسر جبرئیل ہے دنیا کے محکمہ کا افسر میکائیل ہے اور اموات کے محکمہ کا افسر عزرائیل ہے اور جہاد کے محکمہ کا افسر اسرافیل ہے۔ جو کام ہوتے ہیں وہ انہی کی معرفت ہوتے ہیں اسی لئے ان چاروں کا نام اندر لے لیتا ہوں اور یوں کہتا ہوں ربّ۔

دوم۔ لاحول کی کثرت۔ سوم الحمد ۔ چہارم خیرات دیتا ہوں پنجم عاجزی سے نماز کے اندر دُعا مانگتا ہوں۔

مورخہ ۱۱ - نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۰)

ایک وعدہ ہوتا ہے اور ایک وعید۔ دونوں میں فرق ہے اگر کسی سے کہیں تم ہمارا یہ کام کر دو تو ہم تمہیں دس روپے انعام دیں گے اور اگر کہیں کہ یہ کام نہ کروگے تو سزا پاؤگے۔ وعدہ ہوتا ہے کسی کو انعام دینے کے لئے۔ اور جو نارضامندی کے ظاہر کرنے کے لئے بات کی جاوے۔ یا سلوک کیا جاوے اسے وعید بولتے ہیں۔ اس وعدہ وعید کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عربی زبان میں مشہور ہے۔ انی اذا اوعدتہ او وعدتہ فمخلف ایعادی و منجز موعدی جس سے معلوم ہوا کہ وعید کے خلاف کرنے کا نام جرم نہیں۔ پس اگر کسی کو ہم وعید کریں اور پھر اسے سزا نہ دیں تو کوئی یہ نہ کہے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اسی بنا پر وعید سے درگذر کرنے کا نام کرم اور رحم ہے۔ وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں۔

نعدھم۔ جن باتوں کے لئے ہم نے تیرے سے ان مخالفین کو وعید کیا وہ یا تو دکھا دینگے یا ہم تجھے وفات دیدینگے۔

ایک اور بات ہے وعدہ ۔ اس میں تین شان ہیں۔ کسی لڑکے کو ہم نے کہا کہ اگر تم فلاں عمر میں پاس ہو جاؤ۔ تو ہم تمہیں لطیف کوٹ دینگے۔ اب اس کے پاس ہونے میں اگر ہم بجائے کوٹ کے یہ کہدیں کہ ایم۔ اے کی تعلیم تک کے اخراجات اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ تو اسے وعدہ کا اخلاف نہیں کہیں گے۔ وعدہ کی پیشگوئیاں ترقی کے رنگ میں آجاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسے کہدیں کہ ایم۔ اے تک کیا بس تم تو اب ہمارے ہو گئے۔ اور ہم تمہارے۔ یہ اعلےٰ درجے کا انعام ہے۔ جس کے ساتھ کوئی انعام لگا نہیں کھا سکتا تیسری بات یہ ہے کہ اس چیز کے بدلے میں کوئی اور چیز دیدی جائے مثلاً کوٹ کا وعدہ ہے۔ مگر ضرورت دیکھ کر اسے رضائی و توشک دیدیں۔ صورت میں تو اختلاف ہو گیا مگر نفس وعدہ میں اختلاف نہیں ہوا۔ ایک اور غلطی ہے کہ پیشگوئیاں معیار صداقت ٹھہریں دنیا میں پیشگوئی خدا کا قول ہے جیسا اس کا قول سچا۔ فعل بھی سچا ہوتا ہے۔ کاشتکاروں کو دیکھو۔ کہ جب ایک دفعہ انہوں نے گیہوں کے ایک دانے کے بہت سے دانے ہوتے دیکھے تو پھر بیج بو کر کہدیتے ہیں کہ اب ہماری فصل پک جاویگی۔ یہ گویا خدا کے ایک فعل کی بناء پر پیشگوئی کی ہے۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں بجے کی گاڑی پر آجاویں گے۔ یا ہم ایف۔ اے۔ بی۔ اے کرلیں گے تو یہ ایک طرح کی پیشگوئیاں ہیں۔ مگر ممکن ہے جیسا کہ

امید کی گئی ہے۔ یہ بات پوری نہ ہو کوئی درمیانی حادثہ پیش آجاوے۔ مگر تاہم کہنے والے کو جھوٹا نہ کہین گے۔ اور نہ بعض دفعہ ان درمیان مین پیش آنیوالی باتون کی بنا پر لوگ کام چھوڑ بیٹھتے ہین۔ کیونکہ ہمیشہ کثرت کی بنا پر فیصلہ ہوتا ہے۔ اور کثرت پر اعتبار کیا جاتا ہے پس معیار صداقت۔ کثرت و قلت کی بنا پر ہے۔ دیکھو لوگ مجھے طبیب اور تجربہ کار سمجھتے ہین تو کیا اس کے یہ معنے ہین کہ سب بیمار میرے ہاتھ سے شفا پا گئے۔ جب ایسا نہین ہوتا تو پھر لوگ کیون میری طرف رجوع کرتے ہین۔ کثرت کی بنا پر۔ پس تمام پیشگوئیون کا انہی الفاظ مین پورا ہونا ضروری نہین۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قول مین کیون اختلاف ہُوا۔ ہم کہتے ہین کہ فعل آلہی مین کیون اختلاف ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ بعض اوقات تنزل ترقیات کے لئے ہوتا ہے۔ بعض الذی نعدھم۔ کے معنے اس تشریح سے سمجھ مین آجائین گے۔

ھدیً۔ بیمار کے لئے پہلے ازالہ مرض کی ضرورت ہوتی ہے پھر قوت کی۔ قرآن مجید رُوحانی امراض کو دُور کرکے ترقیات کے لئے قوت دیتا ہے۔

مورخہ ۱۳۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۱۔ و رکوع ۱۲)

یہ بات چلی ہوئی تہی کہ معیار صداقت کیا ہے۔ انبیاء اور ان کے اتباع کا قاعدہ ہے کہ اون کو کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموش رہتے ہین۔ ایک تاریخی واقعہ یاد آیا۔ کہ ایک عالم سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو وہ خاموش رہے اُس پر اُس شخص نے کہا کہ پھر اب کس سے پوچھین۔ اونہون نے کہا۔ تم ایک مسئلہ کے نہ جاننے سے گھبراتے ہو حالانکہ کس قدر میری لاادریان ہین۔ پس یہ بہی معیار صداقت ہے کہ راستباز اپنی طرف سے کچھ چیزون کو حلال یا حرام نہین ٹہراتا۔

لذو فضل۔ وہ اپنے فضل سے حرام و حلال بتا دیتا ہے۔ ایک اور معیار صداقت بتاتا ہے تم نے سُنا ہو گا کہ حضرت عمرؓ بڑے رعب والے تھے حضرت علیؓ نے کوفہ مین جا کر جب بہت سی مشکلات دیکھین تو ابن عباس نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے پہلے لوگون کو اتنی جرأت نہ ہوتی تہی۔ انہون نے کہا ابن عباس تم ہی کہو۔ جب تم آذر بائیجان تھے۔ تو عمر کی نسبت کیا خیال کرتے تھے۔ وہ بولے کہ مین تو ایسا سمجھتا تہا کہ ایک جبڑا تو ان کے ہاتھ مین ہے اور دوسرے پر پاؤن رکھا ہُوا۔ جا مین تو اہی چیر دین۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا کیا تم میرا بہی رعب ایسا مانتے ہو۔ غرض ان خلفاء راشدین کی وقت کے جلال اور شوکت پر نظر کرو۔ پھر دیکھو کہ ایسے بارعب آدمیون کو بہی مارنے والے نے سر مجلس مار دیا۔ حضرت عثمان کا پانی تک بند کر دیا۔ قتل بھی کیا۔ ان کی چلتی پُرزہ اقوام کی کچھ پیش نہ گئی۔ حضرت علیؓ کی شجاعت نے بہی کچھ کام نہ دیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت مین تھے کہ چارون طرفون سے دشمنون کا نرغہ تہا پھر بھی کوئی آپکے قتل کا باب نہ ہو سکا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپنے خیمہ سے سر نکال کر باہر دیکھا کہ کوئی پہرہ دے رہا ہے آپنے فرمایا تم چلے جاؤ۔ پہرہ کی ضرورت نہین۔ اس حفاظت کا ذکر وما تکون فی شان آیت مین فرماتا ہے۔

ان اولیاء اللہ۔ اب اولیاء اللہ کے نشان بتاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ان کو خوف نہین ہوتا کہ ہم ناکام رہین گے۔ نہ حزن ہوتا ہے کہ ہمین یہ نقصان پہنچے گا۔ حضرت عمر و علی کے قتل سے بھی اسلام کا کوئی نقصان نہین ہُوا۔ چنانچہ حضرت عمر کے مقبوضات ابھی تک تیرہ سو برس سے مسلمانون کے قبضے مین چلے آتے ہین۔ کربلا کا واقعہ جو پیش کرتا ہے اُسے سمجھ لینا چاہئیے کہ وہان کے عارضی فاتحین کا نام و نشان تک نہین اور وہ جو وہان شہید کئے گئے ایک دنیا مین ان کا ڈنکا بج رہا ہے۔ سید تو ہر گاؤن مین ملین گے۔ مگر کوئی نہین ملے گا جو اپنے تئین یزید کی اولاد سے کہے بلکہ نام بھی یزید ہو۔ خوارج تک کا یہ نام نہین ہوتا الذین اٰمنوا وکانوا یتقون۔ یہ ولی اللہ کی تعریف ہے ایمان لائے اور پھر تقوے مین ترقی کرتا رہے۔

لھم البشریٰ۔ ضرور ہے کہ وہ دنیا مین بھی بشرات (الہامات) سے مشرف ہون اور اس دنیا مین وہ آخر کی زندگی کا جلوہ دیکھین۔

لاتبدیل لکلمٰت اللہ۔ خدا کی باتین اٹل ہوتی ہین عیسائیون نے یہان دہوکہ کہایا ہے وہ کہتے ہین کہ کلام اللہ مین تحریف نہین ہوتی حالانکہ اس سے مراد یہ ہے کہ لہم البشرےٰ کی پیشگوئیان ضرور واقع ہوتی ہین۔ اور ان کو کوئی ٹال نہین سکتا۔

قولھم۔ مخالفین عجیب عجیب طرح سے حقارت کے کلمات بولتے ہین مگر وہ سب جھوٹے نکلتے ہین۔ نوحؑ کے ساتھیون کو کہا گیا ھم اراذلنا بادی الرائی۔ فرعون نے بھی کہا کہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ پھر یہ بھی کہتے ہین یہ ہم پر برتری چاہتا ہے۔ یہ سب باتین غلط ہین اولیاء اللہ اپنی عزت نہین چاہتے۔ وہ تو خدا کا جلال اور خدا کی عزت کے طالب رہتے ہین۔ ان لوگون مین ریاء کا نام تک نہین ہوتا۔ (حضرت صاحب سے ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب نے پوچھا حضرت آپ کو بھی کبھی ریا آیا ہے فرمایا تم اگر مویشیون مین نماز پڑہو تو تمہین ریاء آتا ہے۔ کہا نہین۔ فرمایا۔ پس تمام مخلوق خدا کے برگزیدون کی نظرون مین مویشیون سے بھی کم ہے۔ ریا کیسا) پس عزتین تو خدا کے ہاتھ مین ہین۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے کیونکہ آسمان و زمین اُسی کا ہے۔ ان کے تحقیر آمیز کلمات کا کچھ خیال نہ کرو۔

جعل لکم اللیل۔ رات کے وقت سونے مین بادشاہ و فقیر یکسان ہو جاتے ہین۔ مگر جب دن چڑہتا ہے۔ تو پھر امتیاز شروع ہو جاتا ہے اسی طرح نبی جو سراج منیر ہے اس کے ظہور کے وقت سعید و شقی مین تمیز ہونے لگتی ہے۔

ان الذین یفترون۔ یہ سب سے اعلےٰ معیار صداقت ہے کہ مفتری کامیابی کا منہ نہین دیکھتا

مورخہ ۱۴۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۳)

کئی ایک تاریخون مین مین نے پڑہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جن دنون مین مکہ مین بود و باش رکھتے تھے۔ آپنے مخالفین کی ایذا رسانی کے مقابلہ مین کچھ نہ کیا۔ مگر مدینہ جاتے ہی جب جتھا ہو گیا تو لڑائی شروع کر دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ نبی جتھے کے منتظر رہتے ہین۔ تین طرح سے اس کی تردید ہو گی ایک جگہ فرمایا۔ لایکلف اللہ الا نفسک۔ اور مومنون کے لئے صرف حرض المومنین فرمایا۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ عاطفت مین بارہ ہزار سپاہ تہی۔ جب آپ غزوہ حنین کر جا رہے تھے کسی کو خیال اُٹھا کہ اب ہم اتنے ہزار ہین۔ ہمارا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ وہان آیتین نازل ہوئین۔ ویوم حنین

اذ اعجبتکم کثرتکم ۔ چنانچہ یہ کہنا تھا کہ ہوازن کے سو تیر اندازوں نے شکست دی اور اس وقت صحابہ کی یہ حالت ہوئی ۔ وضاقت علیکم الارض بما رحبت بھاگنے کی بھی جگہ نہ رہی ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خچر پر سوار تھے ۔ جب دیکھا کہ لوگ پیٹھ پھیرے بھاگے جاتے ہیں تو حارث کو کہا کہ باگ موڑ دو ۔ اور ایسے خطرے کے وقت میں فرمایا انا النبی ولا کذب انا ابن عبد المطلب ۔ جس سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ آپ کو جتھے کی پروانہ تھی ۔ تیسری بات ۔ واللہ یعصمک من الناس کا نزول ہے ۔ جس پر آپ نے پہرہ دینے سے منع کر دیا ۔ ایسا ہی اس رکوع میں حضرت نوح کے حالات پر غور کرو ۔ کہ اکیلا شخص پکارتا ہے ۔ فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون ۔ کیا اس کلام کو پڑھ کر یہ شک بھی رہ سکتا ہے ۔ کہ نبیوں کو جتھوں کی پروا ہوتی ہے ۔ پھر حضرت موسےٰ کے واقعات پر غور کرو ۔ کہ جب آگے دریائے نیل تھا اور پیچھے فرعون کی فوج ۔ اس وقت صحاب موسیٰ نے کہا ۔ انا لمدرکون ۔ مگر حضرت موسےٰ کس اطمینان سے کہتے ہیں ۔ کلا ان معی ربی سیھدین پس مکہ شریف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر اس لئے تھا کہ یہ لوگ کسی طرح سمجھ جاویں ۔

کبُر ۔ بُرا لگتا ہے ۔ فعُل کا وزن ایسی ہی معنوں کے لئے مخصوص ہے ۔

علیکم غمۃ ۔ چھپ چھپ کے نہ کرو ۔ بلکہ کھلم کھلا مخالفت کرو ۔ کھلے بندوں زور لگاؤ

واغرقنا الذین کذبوا ۔ بس نبیوں کو تو اپنے مولےٰ کا بھروسہ ہوتا ہے ۔ حضرت نوح کی ایک دُعا لا تذر علی الارض من الکافرین دیارًا ۔ کام کر گئی

بعثنا من بعدھم موسیٰ ۔ موسےٰ کی طاقت تو یہ تھی کہ ایک آدمی مر گیا ۔ تو وہاں سے بھاگ نکلے ۔ تلاشی ہونے لگی ۔ تو صندوق میں ڈالے گئے ۔ آخر اسی موسےٰ نے فرعون پر فتح پائی ۔

مورخہ ۱۵ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۴)

بنی اسرائیل ایک روایت کے مطابق ۲۵۰ سال اور بروائتے چارسو فرعون کے ظلم میں گرفتار رہے ۔

یفتنہم ۔ ایسے چکر میں نہ ڈالیں کہ ہماری کمزوریاں ظاہر ہو جاویں ۔

ربنا لا تجعلنا ۔ مومن تمام مشکلات کا مقابلہ دُعا سے کرتا ہے ۔ اور اسی سے کامیاب ہوتا ہے

ان تبوّأ ۔ مختلف علاقوں سے اکٹھے ہو کر سب مصر میں اپنا گھر بنالو ۔

واجعلوا بیوتکم قبلۃً ۔ بچپن میں ایک عیسائی نے مجھ پر اعتراض کیا کہ اس کے معنے ہیں اپنے گھروں کو قبلہ رُخ بناؤ ۔ اب تم بتاؤ کہ موسیٰ کو تمہارے قبلہ کی کیا ضرورت تھی ۔ دوئم ۔ یہ ثابت کرو ۔ کہ ان کا بھی کوئی قبلہ تھا ۔ میں نے اس وقت لغات کی کتاب کو دیکھا ۔ تو معلوم ہُوا ۔ قبلۃً کے معنے متقابلۃً ہیں ۔ پس میں نے اسے بتایا ۔ ان کو حکم یہ ہُوا ۔ کہ اپنے گھروں کے دروازے ایک دوسرے کے مقابلے پر بنالو تاکہ خطرہ کے وقت ایک دوسرے کے کام آسکو ۔ وہ وقت تو یوں گذر گیا ۔ پھر خدا نے میری معرفت بڑھائی اور میں نے توراۃ میں پڑھا ۔ کہ حکم دیا گیا ۔ کہ تم قربانی کے خون کے نشان اپنے گھروں کی چوکھٹوں پر لگادو ۔ تاکہ عذاب کے وقت فرشتے ان کو پہچان لیں ۔ میں نے کہا کہ کیا فرشتے بغیر اس کے پہچان نہ سکتے تھے ۔ یہ تو اس پر اعتراض کیا ۔ اور معنے یہ کئے ۔ کہ اب تم اپنے گھروں کو قربانگاہ بنالو ۔ اور خون کے نشان لگنے سے ان کے گھر ان کے گھر بن گئے ۔ اس لئے بھی ان کو قبلہ کہا گیا ۔

چوتھے معنے یہ ہیں ۔ کہ نمازیں بھی اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو ۔

فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم ۔ انبیاء بہت رقیق القلب ہوتے ہیں ۔ مگر جب حجت پوری ہو چکتی ہے ۔ تو پھر وہ بڑے سخت ہو جاتے ہیں ۔ ایک وقت ان کے مومن بننے کی کوشش فرمائی جاتی ہے ۔ دوسرے وقت میں کہا ۔ کہ ایمان لانے کی توفیق ان سے چھین لے ۔

فاستقیما ۔ اجیبت دعوتکما کے باوجود یہ دو شرطیں ظاہر کرتی ہیں ۔ کہ عذاب کا وعدہ ٹل بھی جاتا ہے ۔

لمن خلفک ایۃ ۔ اس زمانہ میں اس کی لاش نکلی ہے ۔ یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے ۔

مورخہ ۱۷ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

رکوع نمبر ۱۵

اللہ کا کوئی بنے تو بہت سکھ پاتا ہے ۔ مگر افسوس بعض لوگ اپنے علم و فضل پر نازاں رہتے ہیں ۔ بعض اپنی قومیت پر ۔ بعض جتھے پر ۔ بنی اسرائیل کو مصر میں پہلے سب باتیں حاصل تھیں ۔ جتھا بھی تھا ۔ قومیت بھی ۔ علم و فضل بھی ۔ جب اللہ تعالےٰ سے تعلق منقطع ہُوا ۔ تو یہ سب باتیں کسی کام بھی نہ آئیں ۔ وہ غلام بنائے گئے ان سے اینٹیں پکوانے کا کام لیا گیا ۔ بلکہ یہ بھی حکم ہُوا کہ اس کا سامان بھی یہی مُہیا کریں ۔ پھر جب انکو خدا یاد آیا ۔ تو خدا بھی ان پر متوجہ برحمت ہُوا

صدق ۔ عربی زبان میں صدق مضبوط جگہ کو کہتے ہیں

یوم القیامۃ ۔ وہ دن بھی ہوتا ہے ۔ جبکہ انسان مرے ۔

فان کنت فی شک ۔ یعنے اے شک کرنے والے اگر تو شک میں ہے عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ فعل سے فاعل مشتق ہو جاتا ہے ۔ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں پڑھے ۔ کہ فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما ۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم تھے ۔ پس وہ مخاطب نہیں ہیں ۔ اگر یہاں مما انزلنا الیک آیا ہے ۔ تو اس سے بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ثابت ہوگی کیونکہ سورہ اعراف میں ہے ۔ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ۔ تکونن ۔ اے مخاطب نہ ہو شک کرنے والوں سے ۔

فلولا کانت قریۃ ۔ عرب میں بھی ایک امن کی بستی ۔ حرماً امناً ۔ امنہم من خوف ۔ اس کو سمجھایا ہے ۔ کہ ایمان لائے ۔ یونس کی قوم کی طرح فائدہ اٹھائے

ولو شاء ربک لآمن من فی الارض ۔ اگر اللہ چاہتا تو انسان کے تمام ایسے قویٰ بنا دیتا ۔ کہ ان پر فعل یا ترک کا کوئی دخل و تصرف نہ ہوتا اور اس طرح ایمان ان کی فطرت میں ہی نہ رہتا ۔

لا یعقلون ۔ جو بدیوں سے نہیں رکتے ۔

حقاً علینا ننج المومنین ۔ مومن کو تمام مشکلات سے نجات دیتے ہیں مگر کوئی مومن بھی ہو ۔

مورخہ ۱۷ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۲)

یتوفکم ۔ روح کے بقا کے مسئلہ کو ذہن نشین کرنے کے لئے یتوفی استعمال میں آتا ہے ۔

یہاں سورہ یونس کے نوٹ ختم ہوئے

سورہ ہود

(رکوع اوّل)

- الرا ۔ انا اللہ اریٰ ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے ۔ تمہوں کے حامی جو کچھ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخالفت کرتے رہتے ہیں وہ میں دیکھ رہا ہوں (جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں ان کی شرارتوں کا علم ہے اس کے متعلق بازپرس ہوگی) اس سورۃ میں دشمنان رسالتمآب کی شرارتوں کا بیان ہے

کتاب ۔ دنیا کے تمام راستبازوں کی تعلیم کی جامع کتب ۔

ثم فصلت ۔ ایک مقام پر فرمایا ہے ۔ ولو جعلناہ قرآناً اعجمیاً ۔ لقالوا لولا فصلت آیاتہ ءاعجمی و عربی ۔ جس سے ظاہر ہے ۔ کہ فصلت کی مصداق عربی زبان ہے ۔ جو بہت فصیح اور تمام قسم کے معانی و مافی الضمیر کے اظہار کے لئے کافی ہے ۔ کوئی زبان اللہ کا ترجمہ مفرد لفظ میں برداشت کرنے کے لئے طیار نہیں ۔

من لدن حکیم خبیر ۔ یہ کتاب حکیم کی طرف سے ہے ۔ عام حکیم جو کچھ کہتے ہیں ۔ اس کے سامنے عوام کو چون و چرا کا یارا نہیں ۔ چہ جائیکہ ایک عظیم الشان حکیم کی طرف سے ہو ۔ اور حکیم بھی ایسا ۔ کہ جو ہر طرح سے باخبر ہو ۔

الا تعبدوا الا اللہ ۔ بس یہ اس کتاب کی تعلیم کا خلاصہ ہے ۔ یہی کلمہ اسلام کا روح رواں ہے ۔ جس کے اعلان کا یہاں تک اہتمام ہے ۔ کہ پانچ وقت کوٹھوں پر چڑھ کر تبلیغ کی جاتی ہے اور دنیا میں کسی مذہب نے کسی بات کی اس زور سے اشاعت نہیں کی ۔

اننی لکم منہ نذیر و بشیر ۔ یہ توحید کو کامل کرنے کے لئے اس کا دوسرا حصہ ہے ۔ کیونکہ سب احکام انہی مبارک وجودوں کے ذریعے سے ظاہر ہوئے ۔

یمتعکم متاعاً حسناً ۔ بعض لوگ قرآن سیکھنے یا اس پر عمل کرنے کی نسبت یہ عذر کرتے ہیں ۔ فکر معاش ۔ وہ دن کی زندگی میں بھلا کیا کرے کوئی ۔ فرماتا ہے ۔ رزق کا سامان ہم خود کر دیں گے ۔ وما من دابۃ ۔ میں اس مسئلہ کو کھولا ہے ۔

ان تولوا ۔ مذہب حق اختیار کرنے سے بعض دکھوں سے ڈرتے ہیں فرماتا ہے ۔ کہ وہ عذاب جو حق کے انکار کرنے کی سزا میں ہے ۔ اس سے بہت بڑھ کر ہے ۔

فی ستۃ ایام ۔ ہر چیز جو کمال کو حاصل کرتی ہے ۔ چھ مراتب کو طے کرکے ۔ فرماتا ہے ۔ کہ آسمان و زمین کو پیدا کیا اور پھر اسے کمال تک پہونچایا ۔

(باقی آئندہ ۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

اس جگہ پارہ گیارھواں کے نوٹ ختم ہوئے

الحمد للہ رب العالمین